

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

مورخہ 22 راگست 2013ء بھرطابت 14 رشوال المکرم 1434ھ بروز جمعرات بوقت صبح
40 بجھر 04 منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی بلوچستان صوبائی اسمبلی
ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

﴿ پارہ نمبر ۹ سورہ الانفال آیات نمبر ۲ تا ۳ ﴾

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب نام آئے اللہ کا توڑ رجاءِ اُنکے دل اور جب
پڑھا جائے اُن پر اُسکا کلام کہ زیادہ ہو جاتا ہے اُنکا ایمان اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے
ہیں۔ وہ لوگ جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور ہم نے جو انکو روزی دی ہے اُسیں سے خرچ کرتے
ہیں۔ وہی ہیں سچے ایمان والے اُنکے لئے درجے ہیں اپنے رب کے پاس اور معافی اور روزی
ہے عزت کی۔ وَمَا عَلِمْيَنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

جناب اپسیکر: ڈسِمِ اللہ الرَّحْمَنُ الرَّحِیْمُ۔ ایوان کے سامنے کچھ گزارشات ہیں، معزز ارائیں کیلئے۔ پھر کیا جائیگا choices committees کی choices circulate ممبر صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی choices دیتے جائیں کہ یہ کارروائی آگے بڑھتی رہے۔ نمبر 2۔ خصوصی طور پر ابھی ایک debate ہو گی اسی سیشن کے دوران۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی اس چیز پر بات ہوئی ہے۔ ابھی میں ایوان کے توسط سے پھر قائدِ حزبِ اختلاف سے بھی بات کروں گا۔ اور موقع ہے کہ وہ بھی اس سے اتفاق کرے گے کہ 27 اور 28 تاریخ کو انشاء اللہ امن و امان پر مکمل debate ہو گی۔ اور قائد ایوان کی یہ خواہش ہے کہ 29 اور 30 کو تعلیم پر۔ اور absenteeism افران والہکاران جو غیر حاضر ہوتے ہیں۔ اس پر ایک سیر حاصل بحث ہو۔ پھر یہ ایوان ایک policy دے، ان دونوں مدت میں۔ یہ آپ سے کہتے ہیں کہ advance warning دے رہا ہوں کہ اسکی تیاری آپ کر لیں۔ نہ! کوئی چھٹی کی درخواست ہے؟ ہاں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: جناب نصراللہ خان زیرے نجی مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت سے قاصر ہیں۔ انہوں نے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

جناب اپسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر شعاع الحق صاحب نجی مصروفیات کی بناء آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتیں، لہذا انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپسیکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟ (رخصت منظور ہوئی)

رحمت علی بلوج: پواسٹ آف آرڈر۔

جناب اپسیکر: میرا خیال ہے کہ آج پواسٹ آف آرڈر لیں گے نہیں رحمت صاحب! نہیں ابھی نہیں دوں گا۔ مجھے کارروائی مکمل کر لینے دیں۔

رحمت علی بلوج: گورنمنٹ کی نمائندگی اور اپنے لوگوں کی نمائندگی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اپسیکر: وہ بعد میں بھی ہو گی۔ سارے دستوں کی یہ خواہش ہے۔ رحمت! آپ میرے colleague رہے ہیں۔ وہ بعد میں سب اہم مسئلے take up کرے گے۔ پہلے یہ کارروائی مکمل کر لیں۔ یہ سارے مسئلے ہم کر لیں گے۔

رحمت علی بلوچ: ایک clarification ہے۔

جناب اسپیکر: clarification، میڈیا یا ہم وہ کرتے رہنگے، لیکن یہ بعد کی بات ہے۔

رحمت علی بلوچ: میرا یہ اتحاقاً ہے۔

جناب اسپیکر: بالکل آپ کا اتحاقاً بحال رہیگا رحمت صاحب! جیسے ہی یہ کارروائی ختم ہو گی، آپ کی غیر سرکاری کارروائی ہے۔ اُسکے بعد point of orders آجائیں گے۔ تشریف رکھیں، آئیں گے۔ آپ سے تو پہلے میر عبدالکریم نے بھی مجھ سے کہا تھا، میں نے کہا تھا ڈا صبر کر لیں، جیسے ہی یہ کارروائی مکمل ہو گی، اُسکے بعد پھر ہسم اللہ کر لیں گے۔ سید لیاقت علی، سردار مصطفیٰ خان ترین، سردار محمد اسلم بن بنجوا، اور میر خالد لانگو میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 1 پیش کریں۔ ہسم اللہ آغا صاحب!

مشترکہ قرارداد نمبر 1

آغازیہ لیاقت علی: ہسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اسپیکر! میں نے اور سردار مصطفیٰ خان ترین صاحب، سردار محمد اسلم بن بنجوا اور میر خالد لانگو نے مشترکہ طور پر ایک قرارداد حبیب اللہ کوٹل پاور پلانٹ کے متعلق پیش کی تھی۔

جناب اسپیکر: جی، جی پڑھ لیں۔

آغازیہ لیاقت علی: ”ہرگاہ کہ حبیب اللہ کوٹل پاور پلانٹ جس کی یومیہ بجلی پیدا کرنیکی استعداد 124 میگاوات ہے اور اس وقت 70/80 میگاوات بجلی پیدا کر رہا ہے۔ جبکہ حبیب اللہ کوٹل، حکومت پاکستان واپٹا سے 124 میگاوات بجلی کی قیمت وصول کر رہا ہے۔ جو کہ صوبے کے ساتھ سرازیادتی اور ایک ناروا عمل ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ حبیب اللہ کوٹل اور کمپنی کی انتظامیہ کو پابند کرے کہ وہ بجلی کی مکمل 124 میگاوات پیدا اور پر پلانٹ چلائے۔ نیز حبیب اللہ کوٹل پاور کمپنی کو بلیک سارٹ ایئر جنسی جزیئر بھی agreement کے تحت چلانے کا پابند کرے۔ اور حکم عدالتی پر اٹھارویں ترمیم کے تحت اسکا agreement cancel کر کے اسکی گیس سپلائی بند کرنا یقینی بنائیں۔

جناب اسپیکر: جی۔ مشترکہ قرارداد پیش ہوئی۔ movers میں سے کوئی اس سلسلے میں بات کریں اور ایوان کو اعتماد میں لے لیں۔

آغازیہ لیاقت علی: جناب اسپیکر! اس وقت صوبے میں سب سے زیادہ بجلی کے crisis ہیں۔ بجلی ویسے ہی

ملک میں کم ہے۔ ہمیں اپنے حصے سے کمبل رہی ہے، سنشرل سے جو بجلی ہمیں مل رہی ہے وہ ہمارے اپنے حصے سے بہت کمبل رہی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بلوچستان کو، حضور ملک کے باقی صوبوں کو واپڈا سے بجلی کی پوری سپلائی مل رہی ہے بلوچستان کو نہیں مل رہی۔ بقدمتی سے دہشتگرد ہر وقت کھبے بھی اڑا لیتے ہیں۔ جب سے ہماری یہ حکومت آئی ہے، تین، چار دفعہ یہ عمل ہو چکا ہے۔ دہشتگردوں نے کھبوں کو اڑایا ہے۔ اس وقت ہمارے زمیندار سخت مشکلات میں ہیں۔ انکو بجلی نہیں مل رہی ہے۔ اور ستم طریقی یہ ہے کہ بلوچستان میں یہ واحد پاور پلانٹ لگا ہوا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے اس وقت اس پاور پلانٹ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی کہ یہاں 130 میگاوات بجلی کا پاور اسٹیشن قائم کریگا۔ اور 124 میگاوات کا یہ پابند ہو گا کہ یہ روزانہ basis پروڈا کی لائن میں داخل کریگا اور یہ بجلی بلوچستان کے عوام اور بلوچستان کے زمینداروں کو مہیا ہو گی۔ جب سے یہ پاور پلانٹ قائم ہوا ہے اس وقت سے لیکر آج تک اس نے واپڈا کی main line میں صرف 70 میگاوات بجلی داخل کی ہے۔ اور یہ گز شستہ 15 سال سے 124 میگاوات بجلی کی قیمت گورنمنٹ آف پاکستان سے وصول کر رہا ہے۔ جو اس صوبے کے ساتھ سرازیری اور ظلم ہے۔ جناب اسٹریکٹ! اسکے علاوہ اسکے ساتھ ایک agreement یہ بھی ہوا ہے۔ کہ وہ یہ اس بات کا پابند ہو گا کہ 92 میگاوات بجلی ہر حالت میں provide کریگا۔ جبکہ یہ اسکی بھی پابندی نہیں کر رہا ہے۔ اور وہ 92 میگاوات کی بجائے 40 سے 50 میگاوات ڈال رہا ہے۔ پھر جناب! جو main line اسکے ساتھ power station ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ black start facilities جو ہر black start تو یہ start، اسکو start کرنا پڑتا ہے۔ حبیب اللہ کوٹل نے ان پندرہ سالوں میں آج تک ایک دفعہ بھی یہ black start نہیں start کیا ہے۔ وہ اسلئے کہ خرچہ اس پر زیادہ آتا ہے۔ وہ اس سے بچاؤ کیلئے یہ کر رہا ہے۔ جناب! اس وقت بلوچستان میں بجلی کی سخت ضرورت ہے۔ میں اس قرارداد کے ذریعے صوبائی اسمبلی کے نمبر ان سے، آپ سے اور چیف منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ حبیب اللہ کوٹل کو اس بات کا لازمی طور پر پابند کیا جائے کہ وہ 124 میگاوات بجلی واپڈا کی distribution line کو supply کرے۔ اور black start اسیں لائیں تاکہ بجلی کی fluctuation اس سے ختم ہو جائے۔ ہمارے لوگ پینے کے پانی کیلئے ترس رہے ہیں۔ اور زمینداروں کے درخت اور فصلیں سوکھ گئی ہیں۔ اس House سے یہ استدعا ہے کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کر کے اسکے اوپر عمل کرایا جائے۔۔۔

(ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: اچھا! ابھی صبر کریں، ایک منٹ please۔ جو محکین ہیں ناں، انہوں نے بولنا ہوتا ہے آپ خود سینٹر پاریمیٹر یزز ہیں۔ جی، جی بالکل، وہ ابھی ہاں ناں میں ہونے لگا ہے ناں۔

میر عبدالکریم نوشروانی: جناب اسپیکر! آپ ہمیں موقع دیں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: آپ سینٹر پاریمیٹر یزز ہیں۔ سردار مصطفیٰ ترین صاحب جو محکین میں سے ہیں یادہ بات کریں یا سردار اسلام بن بخش صاحب بات کریں یا میر خالد لانگو صاحب، وہ محکین ہیں۔ ہم نے پھر ہاں اور ناں میں پوچھنا ہے آپ سے۔

میر عبدالکریم نوشروانی: sir اس پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں، یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر: محکین اس پر بات کریں گے۔ کیونکہ movers وہ ہیں ناں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: آپ کر لیں گے، آپ کو بھی time ملے گا۔

جناب اسپیکر: نہیں نہیں، مصطفیٰ ترین صاحب۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: جی۔

جناب اسپیکر: مصطفیٰ ترین صاحب! کیونکہ آپ محکین میں سے ہیں، آپ کچھ بات کریں گے پھر House کے سامنے پیش کریں گے۔ اس پروزیرا علی صاحب بھی کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔ جی! وہ movers ہیں ناں۔ سردار صاحب! آپ سردار مصطفیٰ ترین کے ساتھ پھر بات کر لیں۔ آپ محکین میں سے ہیں۔ آپ نے کچھ کہنا ہے تو وہ آپکا اختیار ہے۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: جناب اسپیکر صاحب! آپکی بڑی مہربانی۔ جو قرارداد لائی گئی ہے، حقیقت میں اس صوبے کے ساتھ گزشتہ پندرہ، بیس سالوں سے ظلم ہو رہا ہے۔ تو حبیب اللہ کوٹل پاور یہاں کے عوام کے مفادات کی خاطر یہاں لگایا گیا تھا کہ ان کیلئے سہولت ہوگی، انکو بجلی ملے گی۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ یہ ایک agreement کے تحت ہوا ہے۔ کوئی زبانی جمع خرچ نہیں ہے۔ ایک agreement حکومت پاکستان اور حبیب اللہ کوٹل کے درمیان ہوا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کتنے سالوں سے اسکو ایک عادت پڑ گئی ہے کہ پاکستان حکومت ذمہ دار ہو گی کہ وہ 124 میگاوات کا اسکو جو حصہ ملے گا، بجلی دیگا، اسکی پاکستان گورنمنٹ اسکو payment کرے گی۔ اگر حساب لگایا جائے تو لاکھوں کروڑوں روپوں کے حساب سے حبیب اللہ کوٹل ناجائز طریقے سے اس گورنمنٹ سے پیسے لیا ہے۔ میری یہ تجویز اسیں شامل کی جائے۔

پورا ریکارڈ ہم لوگ لائیں۔ کتنے سال اس نے ہمیں agreement کے تحت بھلی نہیں دی۔ حبیب اللہ کوٹل کو چاہیے کہ وہ باقی پیسے حکومت پاکستان کو واپس کر دے۔ کیونکہ یہ اسکی ذمہ داری تھی کہ وہ بھلی فراہم کر دیتا۔ لیکن اس نے اپنے معاهدے کی خلاف ورزی کی۔ اور اسکے باوجود پندرہ، بیس سال تک ہم لوگ چُپ رہے۔ باقی حکومتیں چُپ رہیں۔ اور وہ لوٹ مار کرتا رہا۔ اس نے پاکستان کے خزانہ کو اپنا خزانہ سمجھا ہوا تھا۔ اور لوٹ مار یہاں سے شروع ہو کر، آپ اندازہ لگائیں جناب والا! کہ کتنے پیسے اس نے لیے۔ اسکے بعد یہاں عوام کو جو مشکلات اور ان کا جوتاوان ہوا ہے زمینداروں اور باقی لوگوں کا۔ آپ یقین کریں اگر یہ سارے ہم لوگ اکٹا کر دیں، اس معاهدے کا جو اس نے ہمیں بھلی دینی تھی۔ یہ کروڑوں روپوں میں اسکا خسارہ نکل آیا۔ اور یہ کروڑوں روپے حبیب اللہ کوٹل سے وصول کرنے چاہیں۔ تو جناب والا! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ request کروں گا کہ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ اور جو اس نے ناجائز پیسے کمائے ہیں اُس کو جمع کروانا پڑے گا۔ یہ کسی فرد کے نہیں یہ عوام کے پیسے ہیں، اس نے لوٹے ہیں۔ جناب والا! حقیقت میں بھلی کی وجہ سے ہمارے صوبے کو اسوقت کافی مشکلات درپیش ہیں۔ ہمارے لوگ تباہ و بر باد ہو گئے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس وقت 17 ضلعوں میں بھلی صرف ایک گھنٹہ آتی ہے۔ اور یہ 17 وہ ضلعے ہیں، جن کے لوگوں کا ذریعہ معاش زمینداری ہے۔ آپ اندازہ نہیں لگاسکتے جناب والا! ان کے اربوں روپوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ ہمارا اپنا بھلی گھر ہمیں بھلی نہیں دے رہا ہے۔ تو پنجاب اور دوسرے صوبے سے لانا بڑا مشکل ہو گا۔ ہم اپنے گھر کی بھلی کو سیدھا نہیں کر سکتے جو ہمارے کوئی میں موجود ہے۔ تو جناب والا! میں تو سارے ایوان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ عوام کے مفاد میں جو بھی غلط قدم اٹھایا گا اور عوام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا۔ اس صوبے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا۔ یا پاکستان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا۔ اسکے لئے ہم لوگ ایک آواز ہو کر کے اٹھنا ہے۔ اور یہ ثابت کرنا ہے کہ یہاں حق و انصاف چلے گا ناجائز کسی کے ساتھ نہیں ہو گا۔ اگر کوئی اس عوام کے ساتھ ناجائز کر رہا ہے۔ تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم لوگ ایک آواز ہو کر کے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ تو سب سے پہلا قدم ہمیں حبیب اللہ کوٹل کے خلاف اٹھانا چاہیے۔ ایک آواز ہو کر کے اسکو مجبور کرنا ہے کہ وہ اس agreement کے تحت ہمیں بھلی دے۔ ورنہ اسکے خلاف بقا یا جات بنا کر کے اُس سے وصول کیا جائے گا۔ اور اس کی گیس بھی بند کی جائے گی۔ تھیں یو۔

جناب اسپیکر: شکریہ ہی۔ سردار اسلم بزنجو صاحب۔

سردار محمد اسلام بزنجو: Thank you اپیکر صاحب! جو قرارداد ہم لوگ لائے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ بڑی

اہم قرارداد ہے۔ اس حوالے سے پچھلے دنوں بھی اس پر کافی بحث مباحثہ ہوئی۔ کیونکہ آج قائد ایوان بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیسکو نے پورے بلوچستان کو یغماں بنایا ہوا ہے۔ اور چودہ، پندرہ دن سے ہمارے صوبے میں بجلی نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی بتایا کہ زراعت اپنی جگہ پینے کے پانی کی ایک ایک بوند کیلئے لوگ ترس رہے ہیں۔ ہمارے علاقوں سے ہمیں ٹیلیفونیں آ رہی ہیں ”کہ بھی! ہمیں پیزارز مینڈاری سے، پینے کا پانی نہیں ہے۔ اور اور پر سے بیل بھی بھیج رہے ہیں۔ ایک گھنٹہ جو بجلی دے رہے ہیں، اُسکی voltage بھی اتنی کم ہے کہ اس سے ٹیوب ویل نہیں چلتے۔ میں سمجھتا ہوں جو بجلی ہمیں دینی ہے اُسکا آدھا بھی ہمیں دے رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں ”کہ جی! جو آپ لوگوں کی لائے ہے، وہ اتنی بجلی آپ لوگوں کو دے نہیں سکتی، ایسی بات بھی نہیں ہے۔ ٹھیک ہے جو load وہ اٹھا سکتی ہے، اُس حد تک تو ہمیں بجلی دے دیں۔ جہاں تک جبیب اللہ کو شل پراجیکٹ کی بات ہے۔ آغا صاحب نے اُسکی ساری تفصیل بتادی۔ پرسوں اُن سے ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اور 24 تاریخ کو غالباً چیف صاحب بھی یہاں تشریف لائیں گے، اُسکو بُلایا ہے۔ تو وزیر اعلیٰ صاحب، ہم میں سے کوئی دو، چار آدمی اُسکے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے۔ باقی جو پیسے جبیب اللہ والے مفت میں کھار ہے ہیں۔ اور بلوچستان میں ڈھڑا ڈھڑ لوگوں کو بیل بھی بھیج رہے ہیں۔ ان پیسوں کا حساب کیا جائے۔ جب سے یہ شروع ہوا ہے۔ میرے خیال میں کروڑوں کیا اربوں روپے، واپڈا اور ان کا لین دین ہے۔ اسیں وہ لیجارتے ہیں۔ اس پر ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے۔ اور اُسکا case نیب میں بھیجا جائے تاکہ اُسکو پتا چلے کہ اس صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔ جبکہ نواز شریف اور شہباز شریف وہاں بجلی کیلئے، کہتے ہیں ”کہ جی! چوروں کو پکڑیں گے“۔ سب سے بڑا چور تو یہ بیٹھا ہوا ہے، یہڈا کو ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ان ڈاکوؤں کو پکڑنا چاہیے۔ جو اس صوبے، اس ملک کے اربوں روپے اسیں استعمال کیتے۔ اور ان علاقوں کو، اس صوبے کو بجلی نہیں دیتے ہیں۔ تو اس حوالے سے قائد ایوان ہمیں بتائیں۔ واپڈا والوں سے جو بات ہوئی ہے۔ انہوں نے written میں دیا ہے ”کہ جی! خپدار، دادوڑا نسماںش لائن ہم دو مہینے میں کامل کر کے دیں گے“۔ میں ابھی عید پر خپدار میں تھا۔ میں نے وہاں معلومات کیں۔ وہاں کوئی آیا نہیں ہے۔ کوئی کام شروع نہیں ہے۔ دو مہینے تو چھوڑو یا اگلے سال بھی آجائیں بڑی چیز ہے۔ تو اُسکو کم از کم پابند کیا جائے کہ بھی! آپ نے دو مہینے written میں دیا ہے۔ اور ابھی تک کام شروع نہیں کیا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہر ہفتے اُن سے بات کیجائے۔ تاکہ وہ active ہو کر کام شروع کریں۔ یہ بلوچستان کا اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔ تاکہ یہ حل ہو جائے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: Thank you۔ اس سے پہلے کہ میں floor قائد ایوان کے حوالے کروں۔ اس سلسلے میں

قائد ایوان کے notice میں یہ بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ اُوچ پاور پلانت سے، میں آپکو بھی موقع دینے لگا ہوں۔ موقع دیتا ہوں آپکو۔ ہمارے اُوچ پاور پلانت سے بھلی پیدا ہوتی ہے۔ واپس گڈو پاور سسٹم میں جاتی ہے۔ گڈو سسٹم سے واپس پھر آپکے جعفر آباد، نصیر آباد کے علاقے کو cover کرتی ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب ایسا حشر نشر انہوں نے بنایا۔ کوئی جواب داری نہیں ہے۔ کیونکہ وہ HESCO اور SESCO کے زیر سلطہ ہے۔ تو یہ بھی ذہن میں ہو، فیصلہ یہ ہوا ہے کہ جس صوبے میں بھلی پیدا ہوگی۔ اولیت اُسکو دینی ہے۔ پہلے انکو بھلی دینی ہے۔ پھر کسی اور کو اگر بچت ہوتی ہے۔ تو یہ بھی ڈاکٹر صاحب! آپکے notice میں لا رہا ہوں۔ اور آپکی میٹنگیں ہو بھلی ہیں اُدھر اسلام آباد میں۔ تو اس سلسلے میں یہ بھی update کروں کہ، بھلی جو آپکی ہے۔ پہلے بلوچستان کا حق ہے پھر دوسروں کا۔ جی، ایک منٹ! لیڈر آف اپوزیشن کو موقع دے دوں نا۔ لانگو صاحب! آپکا بھی کرتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب سے جواب لیں گے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب Water and Power والوں کے ساتھ میٹنگیں کر کے آئے ہیں۔ جی مولا نا واسع صاحب!

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اپسیکر! جو قرارداد پیش کی گئی اس حوالے سے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے کے مفاد، بلکہ صوبے کے ساتھ جو زیادتی اور بے انصافی انہوں نے کی ہے۔ ظاہر بات ہے جناب اپسیکر! اس قرارداد کی کوئی مخالفت کرنہیں سکتا۔ بلکہ اس میں کچھ اس طرح کی چیزیں لانا پڑیں گے کہ مزید اسے بہتری آجائے۔ جناب اپسیکر! بھلی کے معاملے پر گزشتہ دن بھی یہاں House میں بہت زیادہ بحث ہوئی۔ ایک، دو دن گزرنے کے بعد اگر مزید اس پر بحث کر بھی لیں۔ اب اگر ہمیں 100 فیصد بھلی بھی دے دیں تو ہمارے سارے باغات اور فصلات بتاہ ہو گئیں۔ جناب اپسیکر! اگر اللہ کی طرف سے بارشیں نہ ہوتیں تو ہمارے باغات وغیرہ ایک مہینہ پہلے ختم ہو جاتے۔ لیکن بارشوں نے تو کچھ مدد دے دی۔ لیکن جناب اپسیکر! اب بھی پورے صوبے میں حالت یہ ہے جیسے یہاں معزز زمبر نے کہا کہ ایک گھنٹہ بھلی، بلکہ کئی اصلاح اس طرح ہیں کہ ان کو ایک گھنٹہ بھی بھلی نہیں ملتی۔ لیکن جناب اپسیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اسکو سمجھیڈی سے لے لے۔ بلوچستان کی زراعت ویسے ختم ہو گئی اور رہی سہی یہ بھی ختم ہو جائیگی، تو جناب اپسیکر! میں نہیں سمجھتا ہوں، ہم سب اس صوبے کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے پاس روزگار کے اور کیا ذرائع ہیں؟ ہمارے پاس کوئی تجارت ہے نہ کوئی کارخانہ۔ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے۔ انہوں نے کروڑوں روپے اُدھار کر کے اپنی زمینداری اور اپنے باغات کو بنانے پر خرچ کیے۔ اب جب فصل آنا شروع ہو گئی تو یہ معاملہ اسکے ساتھ ہو گیا۔ تو جناب اپسیکر! بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اور یہ معاملہ ہم جتنی غیر سمجھیدی سے لے رہے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ ان کا یہ ذریعہ معاش ختم ہو گیا تو

لوگوں کی مایوسی اور بھوک و افلas کی وجہ سے یہاں ایسی افراتفری اور خانہ جنگلی کی کیفیت شروع ہو جائے گی جناب اپیکر! بلوچستان میں Law and order کی جو صورتحال ہے یہ بھی آپ بھول جائیں گے۔ اور اسیں ایک نقطہ یہ بھی ہے جناب اپیکر! اگر ہمارے صوبہ بلوچستان میں اس ذریعہ معاش کے لئے حکومت نے بندوبست نہیں کیا تو ہمارے باہر کے دشمن بھی ہیں جو ہمارے ملک میں مداخلت کرتے ہیں۔ کوئی افغانستان کی طرف دیکھتا ہے۔ کوئی ایران کی طرف، کوئی کس کی طرف۔ اسی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ حبیب اللہ کوٹل کے علاوہ یہ مسئلہ، وزیر اعلیٰ صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ اور حکومت سے میری گزارش یہ ہے کہ اس پر فوری طور پر مرکز سے رابطہ کرے۔ کہ بھلی کے مسئلہ کو کس طرح حل کرنا ہے۔ اور ٹاؤنرز کو تحفظ دینے کے لئے فوج سے رابطہ کرنا ہے۔ لیکن حکومت اس کو سنجیدگی سے لے لے۔ یہ بہت گبھیر معاملہ ہے۔ رہی حبیب اللہ کوٹل کی بات، یہ تو technical معاملہ ہے، ہمیں یہ پتا نہیں ہے کہ وہ کتنی میگاوات پیدا کر سکتا ہے؟ لیکن اسیں ایک چیز ادھر لکھی ہوئی ہے کہ 124 میگاوات کی انگلی capacity ہے۔ اور وہ 70 یا 80 میگاوات پیدا کرتا ہے۔ اور حکومت پاکستان سے 124 میگاوات کی قیمت وصول کرتا ہے۔ جناب اپیکر! اس بات پر House سے چیف منسٹر صاحب ایک کمیٹی بنائیں۔ اور وہ اسکا جائزہ لے۔ اگر اس قسم کا ظلم اور بے انصافی ہوئی ہے، ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے 124 میگاوات کا معہدہ کیا تھا اور پیدا 70 یا 80 میگاوات کرتا ہے۔ اور قیمت بھی 124 میگاوات کی وصول کرتا۔ لیکن ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ، کیونکہ بھلی کی کمی ہے۔ لہذا وہ 124 میگاوات پیدا کر کے تاکہ voltage میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ یہ الگ بات ہے۔ لیکن اگر اس قسم کا معاملہ ہو جائے جیسے کہ یہاں محکیں نے ذکر کیا کہ قیمت بھی 124 کی وصول کرتا اور 70 یا 80 میگاوات صوبے کو دنیا میرے خیال یہ بہت scandal ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم اور بے انصافی ہے۔ انہوں نے پندرہ، بیس سال سے بلوچستان یا پاکستان کے قوی خزانے کو، جیسے کہ مصطفیٰ ترین صاحب نے کہا، لوٹ رہا ہے۔ تو اسکا حساب کتاب۔ ابھی تو وہ ہمیں 124 دیں گے۔ اور گزشتہ جوانہوں نے یہم اور نا انصافی کا تدارک بھی ہونا چاہیے۔ اگر نہ ہوا، جو 124 جب ہم مانگتے ہیں۔ تو پھر یہ فیصلہ کر لیں اور یہ قرارداد منظور ہے۔ اور ہم حبیب اللہ کوٹل پاور والوں کی انتظامیہ سے رابطہ کر کے۔ اگر انکی کوئی مجبوری ہو تو انکے ساتھ مدد کر سکتے ہیں تو 124 پیدا کرنے کیلئے۔ یہ الگ بات ہے۔ قرارداد کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ قیمت بھی وہی وصول کرتے۔ اُس پر انکو ایسی مقرر کر لیں۔ دوسرا یہ ہے کہ ہم ان سے معہدے کے مطابق 124 میگاوات پیدا کرنے کی قرارداد پاس کرتے ہیں۔ تاکہ وہ 124 میگاوات پیدا کر لیں۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: شکریہ جی۔ اس سے پہلے کہ میں floor خالد لانگو صاحب کو دوں۔ کیونکہ وہ mover ہیں اُنکا right پہلے بتتا ہے۔ میر عبدالکریم! وہ بھی اس قرارداد کے mover ہیں۔ move آنہوں نے کی ہے، محکیں میں سے ہیں۔ میں قائد ایوان کے notice میں دوبارہ لانا چاہتا ہوں کہ صرف حبیب اللہ پاور پلانٹ نہیں اُچ پاور پلانٹ کا بھی مسئلہ ہے۔ ساری production سندھ لے جا رہا ہے۔ آپ کے جکو کا بھی یہی مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کو اپنے صوبے کیلئے مسلسل کارروائی کرنی پڑی گی، یہ میری گزارش ہے۔ کیونکہ یہ قرارداد محدود ہے۔ آپ اسکو اور وسعت دیں۔ اور سارے صوبے کا مسئلہ آپ take up کریں۔ بالکل اسی طرح، خالد لانگو صاحب! آپ کے پاس ہے۔ میں نے تو آپ کو idea دے دیا کہ صرف اتنے تک محدود نہ ہوں۔ سارے بلوچستان تک پھیل جائیں آپ لوگ۔

میر خالد لانگو: بالکل اسی میں تزامن ہو سکتی ہیں۔ ترا میم کریں جی۔ شکریہ جناب اپیکر! ہماری بلوچی میں کہتے ہیں کہ "مال مفت، دل بے حرم"۔

جناب اپیکر: بلوچی، فارسی اور پشتو میں بھی ہے۔ یہ چیز ہر جگہ ہے۔ بلوچستان والے اس چیز کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ انکے ساتھ کیا حشر ہوا ہے۔

میر خالد لانگو: تو یہ حبیب اللہ کو شل پاور والوں نے ہمارے ساتھ، اس غریب صوبے کے غریب عوام کے ساتھ بھی کیا ہے۔ جناب اپیکر کا تو احمد اللہ نہری علاقہ ہے۔ ہمارے ہاں تو ایسا کوئی نظام نہیں ہے۔ کاریزات ہیں نہ نہری نظام۔ ہمارا سارا دارو مدار بجلی پر ہے۔ آپ یقین کریں، ہمارے معزز ارکین بیٹھے ہیں۔ سب کا تعلق زمینداری کے شعبے سے ہے۔ میں ایمانداری سے کہہ رہا ہوں۔ میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں کہ زمیندار آج خود کشی پر مجبور ہیں۔ انکا ذریعہ معاش، انکی زندگی، انکو اپنے بچوں کا پیٹ پالنا، زندگی گزارنا اسی زمینداری پر ہے۔ اور واپڈا کی طرف سے تو ستم طریقی یہ ہے۔ کہ پچھلے دو ہفتے سے صرف ایک گھنٹہ جناب والا! بجلی دی جا رہی ہے۔ لیکن اگر یہ حبیب اللہ کو شل والے جو ہم سے پیسے لے رہے ہیں، حکومت سے۔ اگر وہ ان معاهدوں کی پاسداری کرتے، ان پر عملدرآمد کرتے اور دودو، تین، تین گھنٹے بھی ہمیں بجلی اگر دیتے تو زمینداروں کا کچھ گزارہ ضرور ہوتا۔ لیکن آج جناب والا! زمیندار تباہ و بر باد ہو چکے ہیں۔ زمیندار، چونکہ ہم ہیں بھی حکومتی بیچوں پر۔ ہماری حکومت کو بننے ہوئے دو مہینے ہوئے ہیں۔ زمیندار بیٹھے ہیں "کہ جی ہم ہڑتال کرتے ہیں۔ احتجاج کرتے ہیں اور اسمبلی کے سامنے ایک فریاد کرتے ہیں"۔ تو جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا جیسے کہ معزز ارکین نے کہا کہ انکی زور آور یوں کا notice لیا جائے۔ اور حبیب اللہ کو شل والوں

کو مزید زور آوری نہیں کرنے دیا جائے۔ اُنکی کھچائی کرنی چاہیے۔ زمینداروں کی حالت ایسی ہے کہ ہم بھی انہی لوگوں میں سے ہیں ہم خود زمیندار ہیں یہ ہمارے عوام ہیں۔ ہمیں انہوں نے منتخب کیا ہے۔ آپ یقین کریں جناب اپیکر! میں آپ کو حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ دو قین مہینوں میں آج تک میرے حلقة کے کسی بندے نے مجھ سے یہ نہیں کہا ”کہ مجھے تو کری دو، مجھے روڑ دو، مجھے واٹر سپلائی دو۔“ بس یہ کہتے ہیں کہ بھلی کام سلہ حل کیا جائے۔ کربلا کا میدان، یزیدی دار، واپڈا اور حبیب اللہ کوشل کی وجہ سے لوگوں کو اس رمضان کے مبارک مہینے میں وضو کیلئے پانی نہیں ملتا۔ جناب والا! تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اسکو اب مزید ہم برداشت نہیں کر سکتے ہمیں اسکو مزید موقع نہیں دینے چاہئیں۔ اراکین نے جو کہا میں بھی اسی پر زور دوں گا کہ ان سے اس سے پہلے والی رقوم کی بھی وصولی کی جائے جو انہوں نے نقصانات دیئے ہیں زور آوری کی ہے۔ اور پیسے 124 کے لئے ہیں اور دی ہے 70 یا 80 میگاوات۔ وہ بھی اس سے وصول کیتے جائیں اور زمینداروں کی مشکلات اور پریشانی، وہ بھی مسلمان ہیں بلوچستان کے عوام ہیں۔ ہمارے بھائی ہیں اُنکی مشکلات کا اُنکی مصیبتوں کا ہمیں ازالہ کرنا چاہیے۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی ہینڈری صاحب! آپ نے پہلے میری طرف اشارہ کیا تھا۔ جی بولیں۔

جناب ہینڈری مسح بلوچ: شکریہ جناب اپیکر صاحب! جو تحریک پیش کی گئی ہے پیش طور پر یہاں بیٹھے ہوئے تمام اراکین کی آواز ہے آج بلوچستان میں واپڈا کی طرف سے جو ایک استھنائی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اُنمیں میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو ایک چھوٹا کسان ہے ایک چھوٹا زمیندار ہے وہ بُری طرح پس رہا ہے۔ یہاں جو ہمارے چھوٹے level کے کسان ہیں، جن کی زندگی پہلے ہی اجیرن ہے، جن کے پاس کھانا کیلئے کچھ نہیں ہے جن کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دے سکیں۔ جن کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ وہ hospitals میں اپنے بچوں کو اچھی سخت کے حوالے سے اُنکی treatment کرو سکیں۔ ہمارے کچھ دوست نصیر آباد سے بھی سے کوئی کے دوست جن کا بھلی کے حوالے سے مسئلہ تھا، کل میں کیسکو چیف کے پاس گیا تھا۔ ان سے میری یہی بات ہوئی تھی کہ یہ جو تاور زائرائے گئے ہیں تو آپ اس پر کام کب شروع کریں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو پہلے کلیئرنس نہیں دی جاتی ہے۔ اور جب دی جاتی ہے تو آسمیں بھی ہمیں بہت سارے خدشات ہوتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ، حکومت اور ہمارا ایک coordination ہے ہم نے حکومت میں کر چلانی ہے۔ آپ کو بھی مسئلہ پیش ہوتا ہے، ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہیں، ان سے آپ discussions کریں کہ ہمارے یہ مسئلے ہیں۔ تاکہ عوام کو جو کہ 17 امنلاع میں ہیں اُنکو ایک گھنٹہ بھلی میں رہی ہے وہ نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ ہماری ماں کیں بھیں جو خانہ داری کے امور سرانجام دیتی ہیں۔ ان کو مشکلات کا

سامنا کرنا پڑ رہا ہے تو یہ واپڈا (لیکسو) کا کب تک ہمارے ساتھ یہ رہے گا؟ ان سے جب بھی بات کی جائے وہ اسکواہمیت نہیں دیتے اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ چونکہ میرا تعقل ڈسٹرکٹ مستونگ سے ہے۔ مستونگ میں کھڈگو چہ ایک زرعی علاقہ ہے۔ پورے بلوچستان کو سیزن میں پھل اور سبزیاں سپلائی کرتا ہے۔ وہاں پھل بھی وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ مگر آج کھڈگو چہ آپکو وہ ان نظر آئیگا۔ وہاں باغات خشک ہو چکے ہیں۔ جن لوگوں کا دارو مدار زراعت پر تھا چھوٹے کسان جنکا دارو مدار سبزیوں اور پھلوں پر تھا آج وہ روڈوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج وہ اپنے گھروں میں ایک وقت کی روٹی نہیں کھاسکتے۔ بھلی کی صورتحال یہ ہے کہ مستونگ میں جو واٹر سپلائی اسکیمیں ہیں وہ بند پڑی ہیں۔ چار چار دنوں تک لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا۔ لوگوں کے ہمارے پاس فون آتے ہیں کہ آپکو ہم لوگوں نے اسمبلی میں پہنچایا آپ اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ ہمارے حقوق کی ترجمانی کریں۔ اور ہمیں اس عذاب سے چھکارا دلا دیں۔ میں اپنی پارٹی کے قائد ایوان سے اپیل کرتا ہوں کہ اس عگین مسئلے کیلئے جلد از جلد ایک لائج عمل طے کریں اور اس حل طلب مسئلے کو حل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی رحمت صاحب! بھلی کے مسئلے پر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب رحمت علی بلوچ: تو یہ باقاعدہ ریکارڈ میں دکھاتے ہیں ”کہ جی! فنی خرابی کی وجہ سے یہ گرد اسٹیشن چل رہا ہے“۔ لیکن یہاں کرپشن کو چھپانے کیلئے چلاتے بھی نہیں ہیں۔ اور کرپشن کو آگے لے جا رہے اور کر رہے ہیں۔ تو لہذا اس ترمیم کو میں written میں بھی سیکرٹری صاحب کو دے دوں گا۔ کہ اس کو اس قرارداد میں شامل کیا جائے۔ میں ایوان کا بہت شکرگزار ہوں گا۔

جناب اپیکر: thank you جی۔ سردار کھیت ان صاحب! اس سے پہلے کہ آپ تقریر شروع کریں۔ میری قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش ہے کہ بہت ہی اہم قرارداد پیش کی ہے، سردار مصطفیٰ ترین، سردار اسلم صاحب، خالد لانگو صاحب اور آغا لیاقت نے۔ اسی کو اگر اور وسعت دیکر، سب چیزوں کو cover کر جائیں تو بہت ہی بہتر ہو گا۔ یہ دنوں طرف سے آئی ہے۔ تو اس سیشن کے آخری آیام میں بھی ہم اسکو دوبارہ ترمیم کے ساتھ پاس کر سکتے ہیں۔ یہ ذہن میں ہو۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیت ان: شکریہ جناب اپیکر صاحب! جو قرارداد ہمارے دوست لائے ہیں۔ میں اسکی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ اس وقت موجودہ صورتحال میں بلوچستان کے دو مسئلے ہیں۔ ایک بھلی کا اور دوسرا جو دوستوں نے فرمایا ہے شنگر دی، law and order کی situation کا۔ جہاں تک جبیب اللہ کوٹل پاور کا سوال ہے، ہمارے لئے یہ کسی کام کا نہیں ہے۔ میں اپنے اصلاح بارکھان، دکی، لورالائی اور کوہلوکی بات کرتا ہوں۔

وہاں ہمیں پنجاب سے نئی ٹرنسیشن لائن بچھا کے دی جا رہی ہے۔ ہماری بدقتی یہ ہے کہ آئے دن ہمارے ٹاورز اڑادیئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی پندرہ، سولہ دنوں سے پورے بلوچستان کے جو حالات ہیں۔ تو اس قرارداد کو تھوڑی سی وسعت دیکر، جیسا کہ آپ نے فرمایا، یہ ہمیں دینی پڑی گی۔ کہ پہلی چیز یہ ہے کہ جو ہمیں موجودہ اس وقت مل رہی ہے، اُسکی ہم کیسے حفاظت کریں۔ اس سلسلے میں جناب اپنے صاحب! ہماری میمنگیں بھی ہوئی ہیں کیسکو چیف اور انکے اعلیٰ حکام سے۔ تو ہم نے کہا کہ جب تک آپ وہاں کے مقامی لوگوں کو اعتماد میں نہیں لیں گے، تو یہ ٹاور اڑا نے اور ڈشٹرکٹر کا سلسلہ چلتا رہیگا۔ تو اُسیں ہم نے suggestion یہ دی تھی کہ وہاں لوکل لیویزیا لوکل ایریا، جس، جس ایریے سے وہ ٹاور گزر رہے ہیں۔ کیسکو بلکہ واپڈا کے پاس پیسے کی کمی نہیں ہے، تو مقامی لوگوں کو، جو گاؤں نزدیک پڑتے ہیں وہاں سے لوگوں کو بھرتی کر کے مقامی انتظامیہ کے ذریعے یا صوبائی حکومت کے ذریعے انکو پابند کیا جائے ”کہ اگر ہم آپکو یہ تنخواہ دینگے، ان ٹاوروں کی آپ حفاظت کریں“۔ تو اس سے کافی حد تک ہم اس ڈشٹرکٹر پر قابو پاسکتے ہیں۔ کیسکو حکام سے جب بھی بات ہوتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپکے لوگ ٹاور اڑا دیتے ہیں۔ اور پھر بدقتی سے جب کوئی اڑادیتا ہے اُسکے بعد ادھر بارودی سرنگیں بچھادی جاتی ہیں۔ جسمیں کیسکو کے جو لائن میں وغیرہ جاتے ہیں، وہ معذور ہو جاتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ حبیب اللہ کوٹل کے ساتھ ساتھ، پہلے اس point کو مذکور رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی IPP's ہوتے ہیں، اُنکے ساتھ معاملہ ہوتے ہیں۔ ایک حبیب اللہ کوٹل نہیں ہے۔ میں اُسکی نمائندگی نہیں کر رہا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جبکو اور اونچ پاور ہیں۔ تو یہ ایوان ایک کمیٹی بنادے کہ پچھلے سالوں میں کیا ہوا؟ کتنے میگاوات کا معاملہ تھا۔ اور کتنے میگاوات انہوں نے سپلائی کی؟ کیا انہوں نے جو سپلائی نہیں کی اُنکے پیسے انہوں نے وصول کئے؟ اگر وصول کئے ہیں۔ تو وہ پیسے اُن سے وصول کر کے گورنمنٹ آف بلوچستان کو دیئے جائیں۔ تاکہ بھلی کی ترسیل میں بہتری لائیں۔ دوسری میری suggestion یہ ہے کہ ہماری دویا تین coal field ہیں، دُکی، چمچہ اور چمالنگ۔ دنیا میں ہر جگہ کوئی سے بھلی پیدا کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے کوئی میں ایک پلانٹ لگا ہوا تھا۔ تو میری suggestion یہ ہے کہ، ہمارے قائد ایوان تشریف رکھتے ہیں۔ اُنکے اعلیٰ حکام سے بات کریں، کہ BUT basis پر یا کسی بھی basis پر انکو سیکورٹی دیکر، اگر ایک، دو پلانٹ ہمارے لگ جاتے ہیں، ہمارے coal area میں، تو کافی حد تک ہم بھلی پر قابو پاسکتے ہیں۔ رحمت صاحب نے مکران کے بارے میں کہا، اُسکا تو مئیں بھی گواہ ہوں کہ جو صاحبان جو چیف کیسکو بن کے آتے تھے۔ اور تین، تین موبائل رکھ کے، اُنکے ساتھ ہمارے بڑے جھگڑے بھی ہوئے۔ وہ ایمانداری کا تاج اپنے سر پر لگا کر بیٹھے

ہوتے تھے۔ مجھے پتا ہے کہ وہ ڈیزیل جو مکران کے لئے سپلائی کیا جاتا تھا، وہ کہاں پک رہا تھا اور اسکے پیسے کن کی جیبوں میں جا رہے تھے۔ میں اسکی تائید کرتا ہوں۔ تو اس چیز کو بھی، یہ جو کو پیش تھی، کیسکو۔ میں موجودہ اس کے بارے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا، جو پرانے تھے بر گیڈ یئر گل صاحب کے او مختلف۔ میں نام نہیں لینا چاہتا۔ ایماندار جو تھے انکے دو مریں جو چیز ہوئی اس پر بھی یہ ایوان کمیٹی بنادے کہ مکران کے ساتھ کیا زیادتی ہوئی ہے کہ ڈیزیل جو انکو سپلائی ہوتا تھا وہ کہاں پکتا تھا۔ پھر ایرانی ڈیزیل اسی میں ملاوٹ کر کے، پسند کے پاور ہاؤس کا کباڑہ کیا گیا۔ اس پر ایوان ایک کمیٹی بنادے۔ یہ دو، تین گزارشات تھیں میری۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ، قائد ایوان تشریف رکھتے ہیں۔ میں ایک اپنے علاقے کی گزارش کروں گا۔ ہمارا ایک علاقہ ہے بغاو، جو totally مطلب ہمارے بارکھاں کی آپ کہیں ریڑھ کی ہڈی ہے، زراعت کے شعبے میں۔ یہ پچھلے دو میں گزشتہ سال میں نے اس کیلئے کیسکو حکام سے، میں نے قائد ایوان صاحب کے knowledge میں بھی لا یا تھا۔ بلکہ A.C.S وغیرہ کے۔ کہ ہم نے گرد کیلئے کچھ پیسے اپنے فنڈز سے رکھے تھے، کوئی چالیس ملین۔ گورنمنٹ آف بلوچستان کے تھے۔ اور ساڑھے 45 سے میرے خیال میں 48 ملین کیسکو نے دیتے تھے۔ جب بجٹ پیش کیا جا رہا تھا تو اس پر سرخ فیتے کی لکیر لگا دی گئی۔ تو میں گزارش کروں گا قائد ایوان سے کہ مہربانی کر کے وہ بھی بحال کر دیں۔ یہی ہماری نبیادی چیزیں ہیں۔ ہمارے بلوچستان میں اور ہے کیا سوائے target killings، دہشتگردی اور نانی دھوپیوں کو مارنے کے۔ یہی زراعت پر ہم depend کر رہے ہیں۔ صرف چمن اور تفتان ہیں جہاں بارڈر ہے، وہاں کے لوگ تھوڑی بہت اسمگنگ کر کے۔

جناب اسپیکر: اسمگنگ میں بھی نہیں کہتا وہ بارڈر ٹریڈ ہے۔ اس پر مجھے اعتراض ہے۔ بلوچستان کے لوگ اسمگنگ نہیں کرتے۔ بارڈر ٹریڈ ہے جو صدیوں سے ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: بارڈر ٹریڈ کی صورت میں وہ ہو جاتا ہے، باقی ہمارے جو interior ہے، آپ کے علاقے ہیں، ہمارے علاقے ہیں totally ہم زراعت پر depend کرتے ہیں۔ ایک یا دو ایکٹر پر وہ کاشت کرتا ہے۔ وہ صبح کو کھاتا ہے اور شام کو کھاتا ہے۔ وہ hand to mouth والی بات ہے۔ تو میری گزارش ہے ڈاکٹر صاحب سے کہ اس پر ضرور میں اُنکی خدمت میں written میں بھی پیش کروں گا۔ یہ میرے ساتھ مذکور ہے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: Thank you. سرفراز بگٹی صاحب! مختصر ہوتے جائیں کیونکہ پھر نواب جو گیزی بھی کہنا چاہتے ہیں۔ پھر میں اہمیت کو دیکھتے ہوئے، قائد ایوان اور انکے سینئر منشی نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سرفراز احمد گٹھی: شکریہ جناب اسپیکر! میں اس House کے توسط سے قائد ایوان صاحب کے knowledge میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے اوج پاور پلانٹ کا کہا۔ چراغ تملے اندر ہیرے والی بات ہے۔ اوج پاور پلانٹ کی ساری گیس میں supply کرتا ہوں۔ ڈیرہ گٹھی سے آتی ہے اور اوج چونکہ میرے حلقے میں ہے۔ اور وہاں سے بجلی بھی ہم بناتے ہیں اور بد قسمتی سے ہمارا حال بھی بھی ہے کہ وہاں ایک گھنٹے سے زیادہ بجلی نہیں آتی۔ اور پچھلے ایک، ڈیرہ ہسال سے وہاں نئی ٹرنسیشن لائن بچھائی جا رہی تھی۔ جس پر آدھا کام ہو گیا ہے، کہبے سارے لگ گئے ہیں۔ آدھے پر انہوں نے wiring بھی کر دی ہے۔ لیکن unfortunately اب اُسکے لئے فنڈ زفیدرل گورنمنٹ سے release نہیں ہو رہے ہیں۔ میں کیسکو چیف سے ملا تو انہوں نے مجھ سے کہا ”کہ جی! آپ اسکے بارے میں اسمبلی میں بات کریں۔ اور قائد ایوان صاحب کے knowledge میں لا میں۔ تو میں لانا چاہتا ہوں کہ فوری بنیادوں پر گٹھی علاقے کو بجلی مہیا کی جائے۔ اور اس ٹرنسیشن لائن کو complete کیا جائے۔ دوسرا میں سردار کھیتر ان صاحب کی ایک بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ law and order کی جو موجودہ situation ہے اُسکا کوئی مستقل حل شاید نہیں ہے کہ ہم کھببوں کیلئے لائن ورکرز کا بندوبست کر رہے ہیں۔ مستقل حل تو یہ ہے کہ جو انکے terrorists ہیں، جو انکے hide out ہیں، بلوچستان کے تمام لوگوں کو اُنکے hide outs کا پتا ہے۔ اُن فراری کیپس کا ہمیں پتا ہے انکا سد باب ہونا چاہیے۔ لیکن اسکا SNGPL اور SSGCL جو کھیتر ان صاحب نے تجویز دی ہے۔ اُس کے مطابق اپنی گیس پاپ لائز کیلئے لائن ورکرز کھیں۔ اسکے بڑے بہترین نتائج سامنے آئیں گے۔ سرداست اگر ہم یہ بھی کہ پائیں کہ ہم اپنے کھببوں کو، اپنے assets کو بچانے کیلئے کوئی لوکل گارڈز سسٹم پیدا کریں تو اس سے میرے خیال میں بہتری آئیگی۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: نواب جو گیزئی!

نواب محمد ایاز خان جو گیزئی: Thank you Mr. Speaker. چونکہ یہ واپڈا کا مسئلہ کافی اہمیت کا مسئلہ ہے۔ اگر اس پر سارے ممبران صاحبان تفصیلی بحث کریں۔ کیونکہ میں نے اُس دن بھی کہا تھا کہ ہمارے 70% عوام ایگر یکلچر پر depend کرتے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ اس بجلی کا نظام ٹھیک نہ ہو تو یہ لوگ یہ وزگار ہو جائیں گے۔ اور اس سے کافی مسائل پیدا ہونگے۔ جناب اسپیکر! کچھ ہم نے معلومات کیں، خاص کریہ 1993ء میں جب میں نیشنل اسمبلی کا ممبر تھا۔ تو یہ حکوم اور اوج پاور پلانٹ اُس وقت کی گورنمنٹ نے IPP's، یہ agreements ہوئے اور میڈیا پر کافی شور شرaba ہوا۔ کہ اُسیں کافی kick backs لئے گئے ہیں۔

اور واپٹا کو وہ بھلی کافی مہنگے داموں میں دیتے گے۔ لیکن اُسکے بعد پھر یہ حبیب اللہ کوٹل پاور پلانٹ بنا۔ جہاں تک مجھے معلومات ہیں یہ پاور پلانٹ اکثر بند رہتا ہے۔ اور جب بھلی کی ضرورت پڑتی ہے تو اُس کے لئے ایک black start emergency generator وہ پھر نیشنل گرڈ سے اُنکا کہنا تھا کہ ہمیں 220000 گلووات بھلی چاہئے، اس سسٹم کو چلانے، اسکو restart کرنے کیلئے۔ جب اُسکو restart کرنا پڑتا ہے تو ہمارے جتنے بھی اضلاع ہیں اُنکی بھلی بند کی جاتی ہے۔ جب وہ بھلی بند ہوتی ہے تو پھر اُسکو یہ بھلی ملتی ہے start کرنے کیلئے۔ یہ بھی انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے کہ 220000۔ حالانکہ 130000 سے یہ restart ہوتا ہے۔ اُنکا مقصد یہ ہے ”کہ ہمیں پیسے ملتے رہیں اور یہ جو نظام ہے، یہ جو سسٹم ہے، یہ اسی طرح بند پڑا رہے“۔ اور اُنکو برابر یہ پیسے مل رہے ہیں۔ ساتھیوں نے بالکل اس پر زور دیا کہ اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اور میری معلومات کے مطابق جب CM صاحب نے ایک call meeting کی تھی۔ تو اُسیں اُنکے نمائندہ کو بھی call کیا تھا۔ لیکن وہ حاضر نہیں ہوا۔ پتا نہیں اُسکو کہاں سے اتنی جرات ہے۔ یا اتنی طاقت ہے؟ اس پر میری وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر اُنکو call کریں، اُنکو بھائیں۔ اور اگر بھلی کی ضرورت نہیں بھی ہے، اُنکو یہ system چلانا ہوگا۔ اور یہ بھلی اس system میں داخل کرنا ہوگی۔ کیونکہ وہ برابر اسکی payment لے رہا ہے۔ تو یہ میری گزارش تھی اور یہ جو ٹاؤن زار ائے جا رہے ہیں۔ اس پر، سننے میں آیا ہے کہ ہر ٹاؤن پر لوگوں کو services ملی ہیں، اُنکی دیکھ بھال کیلئے۔ اگر اُسکی موجودگی میں ٹاؤن زار ائے جا رہے ہیں تو مہربانی کر کے اُنکی جو salary ہے یا انوکری ہے وہ بند کی جائے۔ شکر یہ، یہ میری گزارش ہے۔

جناب اسپیکر: Please take the floor. - رحیم زیارت وال صاحب!

جناب عبد الرحیم زیارت وال: شکر یہ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں قرارداد کے MPAAs، معزز

صاحبان کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے صوبے کی بھلی کے اہم ترین مسئلے پر یہ قرارداد لے آئے ہیں۔ اور پھر اُسیں، خصوصاً حبیب اللہ کوٹل، جہاں سے بھلی کی پیداوار ہو رہی ہے۔ اور اُسیں جو گھپلے ہوئے ہیں، ان پر۔ اور اُسکے بعد جناب اسپیکر! میں اپوزیشن لیڈر کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس صوبے کے greater مفاد میں ٹریئزری پیپر کی قرارداد کی حمایت کی ہے۔ جناب اسپیکر! بنیادی طور پر جو مسئلہ ہمیں درپیش ہے بھلی کے حوالے سے، آپکے صوبے کی جو ضرورت ہے وہ اُنکے ریکارڈ کے مطابق کوئی 1600 میگا وات کی ہے۔ اور 1600 میگا وات میں سے ہمارے پاس جو بھلی ہے، اونچ پاور، کوئٹہ تھرمل پاور اور حبیب اللہ کوٹل پاور سے، یہ

تقریباً 700 میگاوات ہے۔ لیکن جناب اپیکر! مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ ہمارے پاس check and balance کا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ جو 124 کی بجائے 70 میگاوات مہیا کر رہا ہے۔ اور آپکا اوج پاور 0540 یا 520 ہے اُسمیں سے وہ 400 something فراہم کر رہا ہے۔ تو اس طریقے سے وہ بھلی جو ہمارے لوگوں کو مل رہی تھی، 700 میگاوات، اُسمیں دو آپکے productive sectors ہیں۔ یعنی اوج پاور اور یہ آپکے کوئی نہ کا۔ ان دونوں میں سے تقریباً 200 میگاوات بھلی یہاں ہڑپ ہو جاتی ہے۔ مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے۔ اور جو باقی بھلی ہے جناب اپیکر! اُسمیں زمیندار، شہروں کو ملا کر 300 میگاوات بھلی total صوبے کوئی نہیں مل رہی ہے۔ یہ جو پول اڑا دیتے ہیں فلاں ہوتا ہے یا اپنی جگہ پر۔ جو کیسکو کی انتظامیہ ہے یہ اتنی خود مر ہو گئی ہے۔ کہ جس کا ایک ٹیوب ویل ہے وہ اسکی payment کر رہا ہے، چھ ہزار روپے ماہانہ۔ جنہوں نے 30 بورگاے ہیں۔ کیسکو کی انتظامیہ ان سے پیے لے انکو بھلی provide کر رہی ہے۔ جناب اپیکر! صرف یہ ایک مسئلہ نہیں ہے اور بھی مسائل ہیں ہمارے۔ اب بات یہ ہے کہ بھلی اور بھلی کی پیداوار۔ کارروائی اور تھی جناب اپیکر! اب اُسکو change کیا گیا ہے۔ میرے پاس data ڈال رہا ہے محمود خان اچھزتی نے قومی اسمبلی میں پیش بھی کیا تھا، صوبے کے حوالے سے۔ اور اوج پاور کی production اور وہ جو نہیں دے رہا ہے۔ وہاں جو چوری ہے وہ باقاعدہ تمام چیزیں ریکارڈ پر تھیں۔ اور جو معاملہ ہے اُسمیں گورنمنٹ آف پاکستان کو ان کمپنیوں نے پابند کیا ہے ”کہ ہم اتنی پیداوار دیں گے۔ اور آپ اسکی payment کریں گے۔ لیکن یہ جو نیشنل لائی میں جو بھلی ڈال رہے ہیں، اُسمیں یہ چیزیں اس طریقے سے ہیں۔ اور پھر اسکے علاوہ جو باقی بگاڑ ہے، وہ ہم سب جانتے ہیں۔ تو جو پیداوار ہے جبکو کی وہ کہاں جا رہی ہے؟ وہ تو اپنی جگہ پر۔ اور اسکے علاوہ بھی جو گڈائی میں بنارہے ہیں۔ ہم انکو زمین اس شرط پر دیں گے کہ اس میں ہماری صوبائی گورنمنٹ کا share ہو گا۔ اور اس share کی بنیاد پر ہم ان سے بھلی لیکر اپنے لوگوں کو فراہم کریں گے۔ ایک مسئلہ یہ بھی دوستوں کی نظر میں ہو، تھمل، گیس، ڈیزیل اور کول سے جو بھلی پیدا کی جا رہی ہے، اسکی cost بہت زیادہ ہے۔ اور اس بھلی کو، یہ ضروری ہے کہ نیشنل گرڈ کے ساتھ ملایا جائے۔ ہم، حکومت پاکستان، خبر پختو انخوا کو، اُنکی بھلی 20 پیسے، 30 پیسے per unit ہے، جو پانی سے پیدا کی جا رہی ہے۔ ایک ہزار میگاوات سے 8 ہزار میگاوات تک جاتی ہے، پانی کم رہ زیادہ ہونے کی صورت میں۔ تو جناب اپیکر! اور اُسکو ہم رائٹی دیتے ہیں۔ پھر سب کو ملا کر consumer کو بچا جاتا ہے، اس بنیاد پر۔ تو جناب اپیکر! یہاں ہوتا یہ ہے، اسکا نوٹس لینا چاہیے۔ اور جو بھی چوری ہوتی ہے، یہ سارا نزلہ اُس آدمی پر اتر جاتا ہے جو bill ادا کر رہا ہے۔ اور مسلسل اسکے rates بڑھ رہے ہیں۔ اور مسلسل اُسمیں، جب آپ bill کو

دیکھیں گے، اُسکے جو charges ہیں۔ ہمارے لوگوں کو اس بات پر مجبور کر دیا ہے۔ لامحالہ چوری کے علاوہ اُنکے پاس کوئی راستہ ہی نہیں رہتا۔ پھر جناب اپیکر! آپ کی جو صنعت ہے، صنعت یا تو آپ گیس، energy، سے چلائیں گے یا بجلی سے۔ اب آپ کے صنعتکار آج کی دنیا میں، جب ساری دنیا اپنے صنعتکاروں کو مفت بجلی فراہم کر رہی ہے۔ آپ کے صنعتکار کیٹ، پرائس اور کوالیٹی میں کیسے compete کر سکے گا؟ جبکہ بجلی اتنی مہنگی ہو۔ میں آپ کے توسط سے گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد ہم لائے ہیں۔ اس کو re draft کرنا پڑے گا۔ اور یہ جودوست یہاں کہہ رہے تھے کہ قراردادوں پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔ قرارداد، اسمبلی، اُسکی اپنی وقت ہے۔ ایک جمہوری حکومت موجود ہے۔ پچھلی حکومت، جس اسمبلی میں ہم اور آپ تھے۔ اُسکی ان قراردادوں پر انہوں نے عملدرآمد نہیں کیا۔ اب جب جمہوری حکومت بعد میں بنی، دوسرا۔ انہوں نے وہ تمام قراردادیں یہاں سے اٹھائیں۔ کہ جن قراردادوں پر صوبے کا عملدرآمد نہیں ہوا ہے، مرکز پابند ہے کہ ان پر عملدرآمد کرے۔ اور بہت سی قراردادوں پر انہوں نے عمل کیا بھی ہے۔ جو ڈسٹرکٹ یا صوبائی توکریوں کے جو package آئے۔ فلاں ہوا، فلاں ہوا۔ بہر حال میں نے خود نواب رئیسانی صاحب کو یہ تمام چیزیں دی تھیں۔ قرارداد کی اپنی اہمیت ہے۔ ہم یہ کر سکتے ہیں، بندوق اٹھا کر لڑنہیں سکتے۔ ہم قرارداد pass کر کے وہاں رکھ سکتے ہیں۔ لیکن ہماری قرارداد بھی اتنی منطقی، دلائل اور حقائق پر مبنی ہوں۔ اور اُس میں وہ تمام figures وہ تمام data ایک ایک چیز include ہوں، تاکہ اگلا اسکو رد نہ کر سکیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ آخر تک، اجلاس کے آخر میں جب آپ اسکو رد ہیں گے۔ اور ہم دونوں ٹریشری پیپر اور اپوزیشن کے دوست بیٹھ کر تمام معلومات اکھٹا کر کے۔ اور صوبے کے عوام کی بہتری کیلئے اسکو re draft کر کے اسکے بعد اسکو منظور کیا جائے۔ اور اس قرارداد کی بنیاد پر پھر ہم یہ demand کر سکیں۔ شکریہ جناب اپیکر!

جناب اپیکر: شکریہ۔ رحیم زیادہ توال صاحب! ٹیوب ویز کا مسئلہ 1999ء میں ٹولی House اکھٹہ ہو کر، ٹریشری اور اپوزیشن پیپر، انہوں نے قرارداد بھی pass کی۔ اُس وقت Rs.4000 فیکس کرنے تھے ایک ٹیوب ویل پر۔ ڈاکٹر مالک صاحب! آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں۔ پھر متفقہ طور پر ساری parties کی نمائندگی ہوئی، میاں نواز شریف کے سامنے۔ اور انہوں نے تسلیم کیا کہ چار ہزار روپیہ per month ٹیوب ویل user دیگا۔ تواب ماحول بھی ایسا بنا ہے۔ پھر اُدھر بھی جائیں۔ اور مجھے پوری اُمید ہے کیونکہ اب جمہوریت پہلے سے زیادہ مستحکم ہے۔ جب آپ اکھٹہ ہو کر جائیں گے۔ اندر وہی خانہ ہماری اپوزیشن اپنی جگہ، اس ایوان میں۔ لیکن جب متفقہ قرارداد، متفقہ ہو کر آپ اوپر جائیں گے، تو مانا پڑیگا اُنکو۔ پھر آپ بہت بھاری

ہو جائیں گے۔ بس یہ اشاروں میں بتا رہا ہوں آپکو۔ جی ڈاکٹر صاحب! Please take the floor! ڈاکٹر عبدالمالک بلوج (قائد ایوان): Thank you اسپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد بلوچستان کے بنیادی جو issues ہیں، ان میں سے ایک ہے۔ تمام دوستوں نے بتیں کیں۔ میں اسکی کامل حمایت کرتا ہوں۔ اور یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ جب یہ government coalition آئی۔ اور C.C.I کی پہلی میٹنگ ہوئی، Pakistan Energy Policy پر تو energy sector vision دیا گیا۔ بلوچستان کی واحد گورنمنٹ تھی، جو coalition میں ہوتے ہوئے بھی ہم نے وہ پالیسی نہیں مانی۔ یہی تھے کہ اُسمیں بلوچستان کیلئے کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم نے C.C.I کی میٹنگ میں واضح طور پر کہا۔ پھر اُسمیں جو ہم نے amendment کی۔ جیسے دوست کہتے ہیں۔ کیونکہ اب چیزیں اتنی خراب ہو چکی ہیں کہ بھروسہ اور confidence بھی ختم ہو گیا ہے۔ تو اُسمیں دو چیزیں ہوں گی۔ ایک تو ہمارا اپنا 15 میگاوات کا share جو یعنی 600 capacity کے قریب ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے ان چیزوں پر پہلے کچھ غور نہیں کیا۔ پہلی حکومتیں، کاش کہ وہ ان چیزوں پر concentrate کرتیں۔ آج ہم یہیں پر کھڑے نہیں ہوتے۔ لیکن اب ہماری ذمہ داری ہے۔ میں اس ایوان کو confidence سے کہتا ہوں کہ ہم energy sector کو بڑے، میں یہاں آتے ہوئے ہی میں نے کیسکو سے briefing کی ہے۔ اس وقت ہماری دولائیں جو آرہی ہیں، دادو، خضدار۔ ڈیرہ غازی خان، لورالائی۔ میں سردار اسلام کی بات کو مانتا ہوں کہ دادو والی لاٹن میں کچھ کمزوری آگئی ہے۔ حالانکہ ان لوگوں نے، یہ ہمارے minutes of the meeting ہی میں موجود نہیں ہے۔ کہ ہم دسمبر میں دونوں لاٹیں آپکو complete کر کے دینے، لیکن اُسمیں کچھ technical problem مسئلے آرہے ہیں۔ جو سامان ہے، وہ ایریان سے آتا ہے۔ اُسکی ترسیل میں کچھ problem آگیا ہے۔ لیکن مجھے آج بھی اُن لوگوں نے کہا کہ We are committed. کہ ہم ڈیرہ غازی خان ٹو لورالائی کو جلد لاٹیں گے، اور ہماری بھی commitment اس ایوان کے ساتھ ہے کہ ہم اُنکے ساتھ اپنے case کو ہر دس دن کے اندر جو coalition partners ہیں، ہم اُسکو monitor کر رہے ہیں۔ ہر دس دن، پندرہ دن میں یہ دولائیں plus چار سڑکوں کو ہم closely monitor کر رہے ہیں۔ اور اس دفعہ جو ہمارے PSDP کی meeting ہوئی تھی۔ اُسمیں ہم اور زیارت والے کوشش کی کہ ڈیرہ غازی خان ٹو ٹوڑوب والے کو بھی اُسمیں ڈال دیں۔ جو ہماری نئی energy policy one-number بنتی ہے، energy policy two، یہ بھی ڈال دیں۔

کا حصہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک ہزار میگاوات بجلی جو پاکستان نے خریدی ہے، ایک agreement کیا ہے ایران سے۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے ہم نے کہا ”کہ یہ آپ ہمیں دیں گے“۔ اور ان لوگوں نے ہمارے ساتھ commitment کی ہے۔ کچھ technical problems ہیں ایران کے ساتھ۔ میں خود ایران کے سفیر سے ملا۔ میں نے کہا ”کہ جی! آپ ہماری مدد کریں۔ ہم آپ کا ہمسایہ ہیں“۔ جب شہباز شریف دنیا سے امداد لے سکتا ہے۔ تو ہم کیوں اپنے ہمسایوں سے نہیں لے سکتے؟ تو ایک ہزار جو میگاوات ہے، اس پر بھی ہم کام کر رہے ہیں۔ دوسری جانب جو solar pass کیا ہے اسکا ہم PC-1's strategy ہے ایوان میں رکھیں۔ اور میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ جو حبیب اللہ کو شل پاور پلانٹ ہے، اسکو بھی میں I.C.C. میں لے گیا تھا۔ جنواب صاحب نے یہاں بات کی تھی۔ اور ہم نے اُن سے کہا بھی ہے کہ آپ ان پر انکو اڑی کریں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے حوالے سے بھی کمیٹی بنائیں۔ ہم دیکھیں کہ کس کے domain میں آتا ہے۔ لیکن اس قرارداد میں ہم اسکو بھی شامل کریں کہ حبیب اللہ کو شل پاور پلانٹ پر ایک انکو اڑی ہونی چاہئے۔ تاکہ صحیح چیز ہمارے سامنے آجائے۔ یہ تمام چیزیں ہیں، جو ہم اپنے حوالے سے باقی agree ہے۔ ایک دوست نے کہا ”کہ جی! گارڈز ہونے چاہئیں“، میں نواب صاحب سے agree کرتا ہوں۔ جو میری investigation ہے۔ یہ جو ٹاؤن گرے جارہے ہیں، اس کے لئے گارڈز ہیں۔ تو ہم یہ propose کرتے ہیں کہ اگر گارڈز ڈیونی نہیں دیتے تو انکو نکال دینا چاہئے۔ اور اسکو بھی ہم دیکھنا ہے کہ واپڈا کے گارڈز ہیں یا کس کے؟ اسکی تھوڑی ہی technicality پر جائیں گے۔ اور جو ٹاؤن گرے گئے ہیں۔ کیونکہ انکو ہم monitor کر رہے ہیں۔ تو آج صحیح مجھے ان لوگوں نے کہا ”کہ آج ہم اسکو ٹھیک کر رہے ہیں“، پونکہ کل ہم نے ایک گھنٹہ F.C. نے، ہم سے کام کر کے چلی گئی۔ ”تو آج جا کے ہم نے اسکی position کو ٹھیک کرنا ہے۔ اور system جو لائن خراب ہے، اسکو ہم system میں لائیں گے۔ صحیح اُن لوگوں نے مجھے بھی briefing دی۔ یہ وہ گزارشات ہیں۔ جو دوستوں نے کہا، آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ ہماری قراردادوں کی اہمیت نہیں رہی۔ چونکہ یہ ایک جمہوری عمل شروع ہوا ہے۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم قراردادوں پر implement کروادیں۔ چاہے فیڈرل گورنمنٹ کی ہوں یا پر اوشل گورنمنٹ کی، جہاں کہیں نہیں ہوتا ہے۔ ہم ایوان کو بھی اعتماد میں لیں۔ تو اپنے صاحب! میری آپ سے ایک گزارش تھی۔ میں پرسوں یہاں نہیں تھا۔ میرے ایک معزز دوست زمرک خان نے کہا تھا ”کہ جی! ڈاکٹر مالک

نے لیویز کے سپاہیاں بھی transfer کرنا شروع کر دیئے ہیں، تو میں بڑے واضح الفاظ میں کہتا ہوں۔ جب ہمارے دوستوں نے اُس سے وضاحت مانگی، تو اُس نے ایک fax کا غندے دیا۔ اُسکا کوئی logic انہیں تھا۔ تو میں زمرک خان صاحب سے، وہ ادھر نہیں ہیں۔ میں اُس سے گزارش کرتا ہوں، اُسکو بیشک حق ہے اگر میں کوئی غلط کام کروں جو وہ سمجھتا ہے۔ وہ ایوان میں لا کیں۔ لیکن That should be un logical ازام دوسری میری آپ سے یہ گزارش ہے بلکہ میں کہتا ہوں ایک گلہ ہے۔ مجھ پر مولانا واسع صاحب نے ایک الگ گایا تھا ”کہ ڈاکٹر مالک نے تین کروڑ روپے سیکرٹ فنڈ سے نکالے ہیں“۔ اور میں نے آپ سے کہا کہ آپ ایک کمیٹی بنادیں، مولانا واسع صاحب اور زمرک خان کی۔ اگر اس کمیٹی نے proof کیا تو میں ذمہ دار ہوں۔ کیونکہ میں نے اس floor کے سامنے کہا ہے ”کہ میں سیکرٹ فنڈ نہیں لیتا ہوں“۔ its means کہ میں نے floor کو دھوکہ دیا ہے۔ اگر نہیں ہے، تو میں آپ سے ایک گزارش کرتا ہوں، مولانا واسع صاحب سے کہ آپ ثبوت پیش کریں، otherwise ----

جناب اپیکر: معذرت کریں۔

قائد ایوان: اسکی معذرت کر لیں۔ نہیں تو میں Privilege Motion لاؤں گا۔ اور میں اسکو debate میں لاؤں گا۔ میرا استحقاق محروم ہوا ہے، اُسکے لئے میں stand کرتا ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور میں مولانا واسع صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کرے کہ اس ملک میں جمہوریت چلے۔ اور اگر ہمارا سفر لمبا رہا، تو ہم، آپ بالکل اپوزیشن میں ہیں۔ آپ ہم پر اپنی نظریں رکھیں۔ ہر غلطی کو، جو ہم کر رینگے وہ یہاں لا کیں۔ اور یہ حق ہے، اس گورنمنٹ کا کچھ دس سالوں میں بلوچستان میں جو کچھ ہوا ہے، جلوٹ مار ہوئی ہے۔ جو قومی خزانے کو لوٹا گیا ہے۔ وہ بھی ہم عوام کے سامنے، اس floor کے سامنے لا کیں گے۔ کہ اس ملک میں، بلوچستان میں پچھلے پانچ سالوں میں، دس سالوں میں کیا کچھ ہوا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں مسٹر اپیکر صاحب! ہم سب مل کر اس ایوان کو چلانا ہے۔ اور میں ایک بات اور بھی یہاں mention کرتا ہوں۔ اپوزیشن کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ میڈیا سے میرا ایک بہت بڑا گلہ یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی خبر کو، کہ جی! مالک نے لیویز والوں کو ٹرانسفر کیا ہے۔ اسکو اتنا بڑھا چڑھا کر شائع کیا ہے۔ اس گورنمنٹ کو دو مہینے بھی نہیں ہوئے ہیں، اب تک complete civil society جو ہم پر ایک، بلوچستان پر سب سے بڑا دھبہ تھا کہ بلوچستان کے لوگ corrupt ہیں۔ مسٹر اپیکر صاحب! میں میڈیا کو بھی دعوت دیتا ہوں اور اپوزیشن کو بھی۔ کہ کیا ان دو مہینوں میں کسی transfer، کسی posting اور کسی

کہ corruption کی ہے؟ And we are proud for that releases corruption کا جو دھبہ تھا، وہ ہم پر نہیں ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اس کو میں highlight کرنے کا چاہتا ہوں کہ میدیا ہمیں دیکھ رہا ہے۔ جو بھی خامیاں ہوں گے، ہم بالکل کہیں گے۔ ہم فرشتے نہیں ہیں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے، لیکن اس طرح بے ایمانی کی غلطی نہیں ہوگی۔ دوسرا غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ ڈاکٹر ماک سے بے ایمانی کی غلطی نہیں ہوگی۔ اس پر میں بڑا clear ہوں۔ تو انہی گزارشات کے ساتھ واسع سے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لے لیں، جو مجھ پر ازالہ لگایا ہے۔ نہیں تو آپ کمیٹی بنائیں وہ investigate کر لے۔ نہیں تو میں next اس پر، میرا حق بتا ہے کہ

Thank you very much.— Privilege Motion move

جناب اسپیکر: آپ اسکو بھی ادھر debate تو نہ کریں مولانا واسع صاحب! یا چیمبر میں بیٹھ کر یہ مسئلے ہم حل کر سکتے ہیں، اس طرح بحث۔ کیونکہ زمرک خان ادھر نہیں ہیں نا۔ دو کانام لیا گیا ہے نا۔ چلیں پھر آپ بات کریں۔

مولانا عبدالواسع (قادم حزب اختلاف): جناب اسپیکر! ڈاکٹر صاحب نے جوابات کی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن یا حکومت یا اسمبلی کے اندر، یہ ہمارے، مطلب میں اس کو اس نظام یا اس system کی ایک کمی سمجھتا ہوں۔ میں CM صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں۔ ویسے تو چیف منٹر صاحب اور حکومت میں، میرٹ اور گذگور نہیں کی بات کرتے ہیں۔ کوئی چیز انکی خفیہ نہیں ہوتی۔ تو میری اس House کے توسط سے CM صاحب سے یہ گزارش ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ میری دل آزاری ہوئی ہے۔ جو میں نے یہاں floor پر سیکرٹ فنڈ کی بات کی۔ اُسکی تو میں وضاحت کر لیتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں کہ جتنی بھی حکومت کی CM یا directives کی ہیں یا فنڈر release ہوتے ہیں۔ جو بھی جیسے کہ دوسرے ڈیپارٹمنٹوں کو جاتے ہیں۔ ایک کاپی اپوزیشن چیمبر کو بھی ملتی ہے۔ تو اسیں ہم ایک دلیل ایک ریکارڈ کی بنیاد پر بات کر سکتے ہیں۔ اور پھر اسکے ہم ذمہ دار بھی ہیں۔ پھر اسکی جواہر جانی ہوگی، تو ہم ادھر اچھائی بیان کرتے ہیں ”کہ یا را! ایک اچھی حکومت ہے“۔ اگر اسیں کوئی کمی اور خامی ہو تو ہم اسکو ظاہر کرتے ہیں۔ تو کسی افسر کسی سکرٹری سے معلومات کی بنیاد پر، آج بھی میں اس floor پر کہتا ہوں، میں نے انکی دل آزاری کیلئے یہ بات نہیں کی ہے۔ لیکن مجھے معلومات ہوئی تھیں، میں اس بنیاد پر۔ اور مجھ سے اُس وقت ایک غلطی ہوئی، میں مانتا ہوں۔ کہ جن لوگوں نے مجھے معلومات دیں۔

اگر میں پہلے اس ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں سے کاپی حاصل کر لیتا پھر میں یہ کہتا تو بھیک تھا۔ لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے قائد ایوان ہیں۔ میں اس مسئلے کو لمبا نہیں کرنا چاہتا۔ ہمارا ایک لمبا سفر ہے اور جاری رہیگا۔ اس معاملے میں ابھی بھی لوگ مجھ سے کہتے ہیں۔ ابھی اسکا اعتراف کرتے ہیں کہ ہوا ہے، اُنکے کہنے کے مطابق۔ میں یہ نہیں کہتا کہ CM صاحب خداخواست جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کی، جو معلومات دینے والے ہیں۔ لیکن ریکارڈ، اب اس وجہ سے میں اسمبلی میں پیش نہیں کر سکتا۔ کہ مجھے اب کاپی کون دیگا CM کے مقابلے میں۔ کون کہے گا ”کہ بھئی! میں CM پر ثابت کروں گا۔ لہذا اب اگر مجھے ریکارڈ بھی مل جائے۔ لیکن ہمارے صوبے کی روایات بھی ہیں ایک دوسرے کی عزت۔ تو اس حوالے سے اگر CM صاحب کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں اُن سے مادرت چاہتا ہوں اس معاملے پر۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) کیونکہ ہمارا اپنا ایک وقار بھی ہوتا ہے۔ روایت بھی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی عزت بھی کرتے ہیں۔ ہم یہاں کوئی بات خداخواست اسلئے نہیں کرتے ہیں کہ ہم کسی کی بے عزتی کر لیں۔ ہاں! میں CM صاحب سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ ہر بات پر وہ بھی اتنی جذباتی نہ ہو جائیں۔ ابھی کافی لوگوں نے، یہ بحث چل رہی ہے۔ کہ یہ جو میراث اور ٹرانسفر وغیرہ۔ میراث تو درکنار، کافی اس طرح کے لوگ ہیں، ہمارے علم میں بھی ہے، آپکے علم میں بھی ہو گا۔ کہ کس گرید پر ان کو تعینات کیا گیا ہے۔ لیکن یہ حکومتوں کی مجبوری ہوتی ہے۔ لیکن House میں بھی یہ نہ کہیں ”کہ میں بالکل میراث پر کام کرتا ہوں“۔ یہ میراث ہے کہ سترہ گریڈ والے کو انیں گریڈ پر گا دیا اور انیں گریڈ والے کو بیس یا ایکس دے دیا۔ لیکن مخلوط حکومت میں ہوتے ہوئے اُنکی مجبوریاں ہم مانتے ہیں۔ میں نے اُس دن سیکرٹ فنڈ کے بارے میں بھی یہی کہا۔ کہ یہ حکومت نے جب سیکرٹ فنڈ رکھا ہوا ہے۔ تو انہوں نے حکومت کو چلانے کیلئے رکھا ہوا ہے۔ لیکن یہ گناہ کی بات ہے کہ کوئی اسکو غلط استعمال کرتا ہے۔ فنڈ ڈولپمنٹ کیلئے ہوتے ہیں۔ یہ کوئی گناہ نہیں ہوتا کہ کوئی ڈولپمنٹ کر کے لوگوں کو روڑ زبان کے دے۔ اور گناہ یہی ہوتا ہے کہ کوئی ڈولپمنٹ کے نام پر اپنی حیب بھردے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر کل کوئی مجھ سے کہے ”کہ آپ نے اتنی ڈولپمنٹ کی ہے“۔ تو میں اس پر فخر کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ کے اُس ایڈ سے میں نے یہ کام کر کے، جو گورنمنٹ نے مجھے اختیارات دیئے تھے۔ لہذا میں نے اُس وقت بھی ان پر کھانے کا الزام نہیں لگایا۔ میں نے صرف یہ بات دھرائی تھی کہ یہ یہ ہے۔ لیکن پھر بھی، جب CM صاحب کہتے ہیں تو میں ایک دفعہ پھر ان سے مادرت چاہتا ہوں۔ وَآخِرُ الدَّعْوَانَا أَنَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب اسپیکر: thank you چلیں معاملے کو ادھر close کرتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں، نئے سرے سے

لسم اللہ۔ لسم اللہ تو پہلے بھی اچھی ہوئی ہے۔ لسم اللہ کرتے رہیں گے۔ مفتی گلاب خان صاحب! اگر آپ یا move کرتے ہیں۔ یہ ذرا سوچ لیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ 29 اور 30 کو ایجوکیشن پر debate ہوگی۔ تو آج یہ پیش کر دیں، پھر انہی تقاریر میں یہ معاملات بھی take up کریں گے۔ تو اسیں پھر آپ کی دوبارہ دھرائی ہو جائیگی۔ اچھا! اس پر پہلے debate ہوگئی۔ ابھی آتے ہیں پھر۔ میں انکو ذرا alert کر رہا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ابھی اس قرارداد کو draft re کرنے کی میری گزارش ہے۔ کیونکہ اس حالت میں اسکو floor پر نہیں لانا چاہتا۔ جی جی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال: یہ تمام چیزیں، اوج تک اور یہاں۔۔۔

جناب اسپیکر: یہ پھر آپ کیوں ناں official day پر بھی پیش کر دیں۔ دونوں طرف سے متفقہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ دونوں کے متفقہ مسائل ہیں۔ اپوزیشن کے بھی اور اُس وقت مفصل آجائے۔ صرف جبیب کو شل نہ ہو، آسمیں پھر اونچ بھی ہو، جبکو بھی ہو، ایران کی بھی بھی ہو، ٹاور گرانا بھی ہو اور جنوں کریاں، ڈیوٹیاں ہیں۔ مفصل پھر لے آئیں۔ پھر اس طرح اسکو cover کریں۔ اور اس house کو تقویت ملے۔ پھر آپ کے لئے بھی تقویت ہوگی، جب آپ اسلام آباد میں stand لیں گے، بلوچستان کیلئے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اسکوئی شکل دے دیں۔ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر جو suggestions ساتھیوں نے دی ہیں۔ جو ہم نے دی ہیں، اس بخزر یا اُس بخزر سے۔ اسکو ایک شکل دے کر قرارداد کی صورت میں پاس کریں۔

جناب اسپیکر: کیوں ناں آپ اسکو through pass Official business کے کرائیں، متفقہ House کی متفقہ قرارداد کی صورت میں۔ اسکا وزن بہت ہوگا۔ جی مشترک قرارداد۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اس سے زیادہ اور اچھا کیا ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر: جی محیب صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں اس سلسلے میں؟

میر مجیب الرحمن محمد حسني: جناب اسپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس قرارداد میں، جیسے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ اس میں amendment ہونی چاہیئے۔ تو میں یہ تجویز دیتا ہوں، جیسے پنجاب میں ٹاسک فورس جو ہے energy sector میں بنی ہے تو یہاں بھی اس طرح کی ٹاسک فورس بنی چاہئے۔ اس تجویز کو اس قرارداد میں شامل کریں۔ اور اس ٹاسک فورس کی meetings جیسا کہ وہاں پنجاب میں daily basis پر ہوتی ہیں۔ تو ہمیں خود generation کی طرف جانا چاہئے۔ اب دیکھیں وندر میں جو پاور پروجیکٹ

لگا ہے اُسمیں، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسکا agreement چیف نسٹر پنجاب نے کیا ہے۔ حالانکہ یہ ہمارا right ہوتا ہے، ہمارے CM کا، تو ہم جب تاک فورس بنائیں گے، تو اس مسئلے کو میرے خیال میں حل کر سکیں گے۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ اس قرارداد کو اس سسٹم میں لے آئیں۔ make it official زیارت وال صاحب! اب اسکو ہم pending کرتے ہیں۔ اسی حوالے سے کہ اسکو official حیثیت میں لے آئیں، متفقہ طور پر۔ کیونکہ اس سے بلوچستان کے case کو تقویت ملے گی۔ شکریہ جی۔ مفتی گلاب صاحب! آپ اسی کو (قرارداد نمبر 2) ادھر ہی pursue کریں گے یا وہ دو دن جواہجوکشی پر بحث ہوگی، اُسی میں لانا چاہیں گے؟ یہ مسئلے بھی، یہ کیڈٹ کالج کے بھی ہیں۔ میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب کی اور اُنکی policy ہے کہ ہر ڈویژن میں کیڈٹ کالج لازمی کھولے جائیں۔ پھر بامعيار۔ ایسے نہیں کہ مستوںگ والے کا معیار بہت اونچا تھا، ابھی بے معیار ہو گیا ہے۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: 29 اور 30 کو رکھیں تو صحیح ہے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ اُسی میں پھر یہ دو دن بحث ہوگی۔ آگے چلتے ہیں ہم۔ اچھا! ابھی یہ divisions کے ہیں۔ یہ نے سرے سے۔ ابھی مولانا عبدالواسع، قائد حزب اختلاف، انجینئر زمرک خان، عبدالمالک کا کڑ، مولوی معاذ اللہ، حاجی گل محمد خان دمڑا اور مفتی گلاب خان کا کڑ، ارکین صوبائی اسمبلی میں سے کوئی ایک رکن اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 3 پیش کرے۔

مشترکہ قرارداد نمبر 3

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): شکریہ جناب اسپیکر! قرارداد یہ ہے کہ ”یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ صوبہ بلوچستان کے کثیر آبادی اور ڈور دراز علاقوں پر مشتمل اضلاع جن میں ضلع اور الائی کی تحصیل ڈکی، ضلع ٹوب اور ضلع قلعہ سیف اللہ کی تحصیل کا کڑ خراسان، ضلع پشین کی تحصیل خانوزی، ضلع قلعہ عبد اللہ کی تحصیل گلستان، توبہ اچکزی اور چمن، ضلع خضدار کی تحصیل زہری نیز ضلع کوئٹہ کے حلقہ انتخاب پی بی۔ اور پی بی۔ 6 پر مشتمل نئے اضلاع تشكیل دیئے جائیں۔ نیز اسی طرح ضلع کچ کو بھی دو اضلاع میں تقسیم کیا جائے تاکہ صوبہ کے غریب اور پسمندہ عوام کو درپیش مشکلات کا ازالہ ممکن ہو سکے۔“

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! کچ کا نام بھی لے لیا ہے آپ، کچ کو دو اضلاع میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! کچ تو ہے۔

جناب اسپیکر: مطلب آپ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی مسلکہ لگا گئے ہیں۔ اتنے بڑے معاملے کو کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی ساتھ شامل کرالیں اسمیں کام نکال لیں۔ اچھا! any way ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف: تو یہ سب وزیر اعلیٰ صاحب سے منظور کرالیں گے۔

جناب اسپیکر: جی جی۔ مشترکہ قرارداد نمبر 3 پیش ہوئی۔ آپ محکین میں سے کوئی ایک اس سلسلے میں معروضات پیش کرے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ جن جن اضلاع کا ذکر میں نے کیا، شاید میں اسکے ساتھ بھی ہوں اگر کوئی ضلع اس قسم کا ہو کہ وہ ہمارے جن اراکین نے یہ قرارداد پیش کی، اُنکے علم میں نہ ہو۔ جیسا کہ قرارداد میں تراجم ہوتی ہیں۔ لیکن جن اضلاع کامیں نے ذکر کیا۔ دُکی کو لیا جائے جناب اسپیکر! اس پر دو تین دفعہ حکومتوں نے کوشش بھی کی۔ اور گزشتہ حکومت میں بھی اسکی directive اور تمام ریکارڈ ملکوایا بھی تھا۔ دُکی ایک کثیر آبادی پر مشتمل علاقہ ہے۔ اور وہاں وہ اپناریونیو پیدا بھی کر سکتا ہے جناب اسپیکر! وہاں کوئلہ بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر وہ ڈسٹرکٹ بن جائے۔ ایک تو علاقہ اتنا دُور ہے، دوسرا آبادی اسکی زیادہ ہے، تیسرا وہ اپنا ریونیو بھی وہ پیدا کر سکتا ہے۔ تو جناب اسپیکر! اسی طرح جیسے کہ قمر الدین، بادینی اور تحصیل لوی بند اس side کے بارڈر سے گئے ہوئے ہیں ایک دُور دراز پسمندہ علاقہ ہے۔ اور کچھ علاقہ ٹوب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کچھ قلعہ سیف اللہ سے۔ تو جناب اسپیکر! ان لوگوں کیلئے اگر وہاں ایک ڈسٹرکٹ بن جائے، ایک بارڈر علاقہ بھی ہے۔ اور اپنے بارڈر کی وجہ سے اور اگر بارڈ روہاں فعال ہو جائے تو اپناریونیو بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اور وہاں لوگوں کو تعلیم کے موقع اور وہاں روڈ بھی بنیں گی۔ اس طرح اسکی پسمندگی دُور ہو سکتی ہے۔ جناب اسپیکر! قلعہ عبد اللہ پہاڑ کے اس side پر گستان اور توہہ اچزنی، یہ اگر الگ ڈسٹرکٹ بن جائیں، کیونکہ ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ تو جناب اسپیکر! اسی طرح خانوں کی بھی ایک بہت گنجان آبادی ہے، اسکو بھی ضلع بنایا جائے۔ جناب اسپیکر! آپ کو معلوم ہے ضلع خضدار کی تحصیل زہری بہت زیادہ آبادی پر مشتمل ہے۔ تو وہ بھی ایک الگ ضلع بن جائے۔ اور اسی طرح کچھ کے حوالے سے، ادھر اسکے نمائندے تھے، پہلے بھی انکام طالبہ یہی تھا۔ ابھی بھی ہے کہ تربت اور بلیدہ وغیرہ ڈاکٹر صاحب کو اور ان نمائندوں کو معلوم ہے کہ کن کن علاقوں پر وہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ بنیادی طور پر وہ بہت بڑا ضلع ہے اور اسی طرح جناب اسپیکر! ان اضلاع میں ہم حکومتی یونیورسٹیوں سے۔ اور تمام اراکین سے، تمام House سے، اس پر بھی ہم متفق ہیں۔ اور اس سے اتفاق کرتے ہیں اگر کوئی اس طرح ہمارے علم میں نہ ہو اور ادھر اس کا ذکر بھی نہیں کیا گیا ہو۔ تو ترمیم آجاتی ہے لیکن بنیادی طور پر بلوچستان کیلئے نئے

اصلاح بنانا از حد ضروری ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اور کوئی محکین میں سے۔ دمڑ صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی گل محمد دمڑ: جناب اسپیکر! اصلاح کے بارے میں جو ہم نے مشترکہ قرارداد پیش کی ہے۔ ہمارے فاضل ممبر صاحب نے پہلے کہا تھا کہ قرارداد یہ تو یہاں سے پاس ہو جاتی ہیں۔ لیکن وہاں اسلام آباد، قومی اسمبلی میں، آپ نے خود ہی دیکھا ہے۔ کہ رہدی کی ٹوکری میں ڈالتے ہیں۔ میں کئی دفعہ MNA رہا ہوں۔ ابھی یہ مجھے پتا نہیں ہے کہ ہمارے ڈاکٹر صاحب نے اگر وہاں کوئی بات کی ہواں سے، جو بھی قرارداد آئی۔ اُس کو آگے table کرنا ہوگا۔ اور اُس پر آپ کو بحث کرنی ہوگی۔ یہ مجھے پتا نہیں لیکن وہاں ہمارے بلوچستان کی جو قرارداد یہیں ہیں، وہ انکو قرارداد ہی نہیں سمجھتے۔ لیکن جن اصلاح کیلئے ہمارے اپوزیشن لیڈر مولانا عبدالواسع صاحب نے جو اصلاح بتائے ہیں۔ تو ہمارے علاقے واقعی دور دراز علاقے ہیں۔ اور یہ کی تو واحد ایک تحصیل ہے جس کی کافی آبادی بھی ہے۔ اور وہاں سے کوئلہ بھی نکلتا ہے۔ وہاں حکومت کے لئے آمدنی کے کافی ذرائع ہیں۔ پھر ویسے کا کڑخ انسان جو دور دراز علاقے ہیں، خانوڑی، توبہ اچکزی، تحصیل زہری یا کچیج کا جو دو اصلاح میں اسکو تقسیم کا معاملہ ہے۔ اسیں یقیناً دور دراز علاقے ہیں اور عوام آسانی سے وہاں پہنچ نہیں سکتے۔ انکو کافی مشکلات ہیں۔ اور دوسرے صوبوں میں آپ جائیں۔ آپ خیر پتو نخوا میں جائیں تو وہاں عوام کی سہولت کیلئے ضلعے بنائے گئے ہیں۔ تو یہاں بھی میں سمجھتا ہوں اور فاضل ممبران سے گزارش ہے کہ ضلعوں کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے۔ اور عوام کی آسانی کیلئے ضلعے بننے چاہئیں۔ تاکہ ان کی مشکلات ختم ہو جائیں۔ اور آسانی سے انکے مسائل حل ہو جائیں۔ اور ہمارے قومی اسمبلی کے حلقوں میں چار سو کلو میٹر پر ہیں۔ ابھی آپ اسکو کیسے، مطلب اب وسائل ہمارے پاس کم ہیں مسائل زیادہ۔ ہمارے پیشین کا حلقة، میں 2002ء میں وہاں سے قومی اسمبلی کا ممبر منتخب ہوا تھا، زیارت اور پیشین، تقریباً تین چار سو کلو میٹر کا ہے۔ اور دوسرے صوبوں کے حلقوں میں ہیں۔ ہمارے اُدھر میرے ساتھ چار's MPA تھے۔ تو انکو اصلاح کی ضرورت ہے اور اصلاح بننے چاہئیں۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اصلاح علیحدہ چیز ہیں۔ delimitation علیحدہ ہے۔ جو census کے بعد ہوتی ہے۔ یہ دو یا ایں بلوچستان میں بہت ہیں۔ مولانا واسع سی اور نصیر آباد ڈویژن بھول ہی گئے۔ کہ وہ بھی آپکے بلوچستان کا حصہ ہیں۔ جی مفتی گلاب صاحب۔

مفتی گلاب خان کا کڑ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں صرف آپکے سامنے ایک مثال رکھنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ ہمارے ضلع ژوب کی جو تحصیل کا کڑخ انسان ہے، یہ تقریباً، جو بھی آدمی سفر

کرتا ہے۔ ایک لوکل کیلئے لوگ چار پانچ گھنٹے سفر کر کے ٹوپ آتے ہیں۔ اور ہولوں پر stay کرتے ہیں۔ ایک لوکل کیلئے ان لوگوں کا ہزاروں روپے کا خرچ آتا ہے۔ اگر آپ اسکو ضلع کا درجہ دیں۔ تو ان لوگوں کے جو مسائل ہیں وہ بہ آسانی حل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جو اضلاع پیش کیے گئے ہیں قائد حزب اختلاف نے جن علاقوں کے بارے میں تجویز دی ہیں۔ ان کو اگر ضلع کا درجہ دیا جائے تو اس سے بلوچستان کے عوام کی جو مشکلات ہیں، دُور راز ہونے کی وجہ سے، وہ ساری حل ہو جاتی ہیں۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی معاذ اللہ صاحب۔

مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل: جناب اپیکر! اضلاع کے بارے میں حزب اختلاف کی طرف سے جو مشترکہ قرارداد پیش کی گئی ہے، یقیناً اسکی بہت ضرورت ہے۔ آپ کو معلوم ہے صوبہ بلوچستان یقیناً صوبے کا نام تودیا گیا ہے۔ لیکن اضلاع کے حساب سے اسے یقیناً بہت پیچھے رکھا گیا ہے۔ میں پورے ایوان کے فاضل ممبران سے یہ امید رکھتا ہوں کہ بلوچستان کی مزید ترقی کیلئے اور جن علاقوں میں نئے اضلاع کا تذکرہ کیا گیا ہے، اگر ایوان اسکی منظوری دے اور مرکز سے بھی منتظر کرایا جائے۔

جناب اپیکر: یہ آپ کا صوبائی مسئلہ ہے مرکز سے بات نہیں کریں۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد آپ اپنی حالت میں خوش رہیں۔

مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل: صوبہ بلوچستان کے عوام خوشحالی سے دوچار رہیں گے۔ میں پھر بھی امید رکھتا ہوں، درخواست کرتا ہوں کہ ایوان اسکی منظوری دے۔

جناب اپیکر: شکریہ۔ جی مالک صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟ آپ بھی mover ہیں۔ آپ خاموش ہیں، مولانا واسع صاحب کی بات سے اتفاق کر رہے ہیں یا نہیں؟ جی سردار کھیت ان صاحب! سردار اسلام صاحب پھر آپ۔

سردار عبدالرحمن کھیت ان: شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ باقی اضلاع کا تو مجھے علم نہیں ہے کہ کا کڑ خراسان کا۔ میں ڈکی کی تھوڑی صورتحال آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ڈکی، بارکھان، موسیٰ خیل اور لورالائی ایک ہی ضلع تھا، لورالائی کے نام سے۔ اسکے بعد ہم نے کوشش کی، اس طریقے سے موسیٰ خیل کے لوگوں نے کوشش کی۔ تو موسیٰ خیل الگ ضلع ہو گیا۔ بارکھان الگ ضلع ہو گیا۔ تو ہم سمجھتے ہیں چونکہ یہ جو پرانا ضلع لورالائی تھا، اسی میں ڈکی، بارکھان، موسیٰ خیل، لورالائی۔ اب بارکھان کی بھی عیحدہ constituency ہے، موسیٰ خیل بھی الگ constituency ہے۔ اور لورالائی کی بھی الگ constituency ہے، ”بوری“ کے نام سے۔

ذکر کی بھی الگ constituency ہوئی چاہئے۔ تو میرے خیال میں top priority پر ذکر کی کا حق بتا ہے۔ ہم قائدِ ایوان سے گزارش کر یا گزارش کرنے کے لئے اس پر مہربانی کر کے ٹریڈری پیپلز پر جو میرے دوست، ساتھی بیٹھے ہیں، ہماری گزارش ہے کہ اگر ذکر کی ضلع بن جاتا ہے تو یہ ان لوگوں کا دیرینہ مطالبہ بھی ہے۔ اور پھر وہاں کے جو لوگ ہیں انکی سہولت کیلئے بھی، انکو لوار الائی آنارپٹا ہے۔ پھر انکو وہاں پر سہولت میسر ہو جائیگی۔ اور جو غیر مطمئن ہیں ”کہ جی! بارکھان ضلع ہے، موسیٰ خیل ضلع ہے، لوار الائی ضلع ہے، ہم ابھی تک لوار الائی کے ساتھ نہیں ہیں نا، وہ چیز بھی اُنکی دُور ہو جائیگی۔ تو مہربانی کر کے اگر اس قرارداد کو ایوان منظور کرتا ہے، تو ہم C.M. صاحب سے گزارش کریں گے کہ اسکو، بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بورڈ آف ریونیو میں اسکا تمام جو work home ہے وہ complete ہوا پڑا ہے۔ صرف اعلان کی حد تک ہم C.M. صاحب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ذکر کی تشریف لے آئیں۔ ہم بارکھان سے بھی آئیں گے۔ موسیٰ خیل سے بھی اور لوار الائی سے بھی ہم انکا پر تپاک استقبال بھی کریں گے۔ اور خود اگروہ announce کریں تو بہتر ہو گا۔

جناب اسپیکر: جی! وہ تو ہماری روایت ہے، گھر میں مہمان آئیں گے آپ دُنبہ کا ٹھیں گے، وہ تو ضروری ہے، ہمارے صوبے میں۔ زیارت وال صاحب! ایک منٹ ٹھہریں ممبر نے بات کرنا ہے۔ آج Private Members Day کا دن ہوتا ہے، وزراء بعد میں آتے ہیں۔ یہ Members Day ہے، جی ڈرمدن انصار صاحب۔

جناب ڈرمدن انصار: شکریہ جناب اسپیکر! ذکر کے بارے میں ہمارے بھائیوں نے بات کی۔ میں مختصر بات کرنا چاہتا ہوں، میں نے پہلے چیف منسٹر صاحب کو درخواست دی ہوئی ہے۔ انہوں نے directive بھی جاری کی ہوئی ہے۔ اور وہاں سے ساری روپورٹیں بھی آچکی ہیں۔ تو اس کو ضلع بنایا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: ذکر کی امیر ضلع ہو گا خوب کونکہ وغیرہ ہے۔ اور انشاء اللہ نیا جو ڈسٹرکٹ نظام لا میں گے، حکومت بلوجستان کے لوگ اُسمیں ضلعے زیادہ مضبوط ہوں گے۔ جی زیارت وال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اسپیکر! جو قرارداد ہمارے اپوزیشن کے دوست، اضلاع کے بارے میں لائے ہیں۔ صوبائی گورنمنٹ اس سے پہلے بھی اور اب بھی، بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اُسکے زیر غور ہیں۔ اور یہ جو قرارداد لائی گئی ہے، اسکا متن اور اس کا جغرافیہ اور اُسکے ضلعوں کی تقسیم چونکہ انتظامی مسئلہ ہے۔ یہ اس طریقے سے نہیں ہیں۔ اور یہ جو قرارداد ہے، ہم صوبائی حکومت اسکو سنیدگی سے دیکھیں گے، اس پر غور کریں گے اور اپنی حد اور limitation میں رہتے ہوئے انشاء اللہ ضلعے بنائیں گے۔ اور صوبائی حکومت

اسکواپنے طور پر tackle کر گی۔ movers سے میری انتباہ ہے کہ وہ قرارداد پر زور نہ دیں۔ اور اس کو صوبائی حکومت کیلئے چھوڑ دیں۔ تاکہ ہم صوبائی حکومت مل بیٹھ کر ان سے بھی صلاح و مشاورت لیں گے۔ اور مل بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کریں گے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے، جی مولانا واسع صاحب! وہ کہتے ہیں کہ ہم home work کر رہے ہیں۔ آپ اس پر زور نہ دیں۔ ہم کام مکمل کر کے پھر گورنمنٹ کے ذریعے پیش کریں گے۔

قائد حزب اختلاف: میں قائد ایوان اور تمام حکومتی پیغمبر کے دوستوں سے کہ جغرافیہ کے حوالے سے اور وہاں کے جوانانہ ایجادی معاملات ہیں، ظاہر بات ہے کہ اسیں وہاں کے MPA's صاحبان، جو وہاں کا نمائندہ ہوتا ہے، جو ضلعے ایک ہو یادو۔ جو ضلعے تقسیم ہوتے ہیں یا جو نئے ضلع بننے ہیں اور وہاں انکی انتظامیہ کی مشاورت سے جغرافیائی طور پر تو ظاہر بات ہے کہ اسیں اگر کوئی اونچی نیچی ہو۔ اور کوئی دوسرا تحصیل۔ اس سے ہم اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر ان اضلاع کے اندر جو ہم قرارداد لائے ہیں۔ جن ضلعوں کو ہم دو ضلعے کرنا چاہتے ہیں۔ بنیادی طور پر اس قرارداد کو منظور کر کے اور اسکے ساتھ ساتھ کہ جغرافیائی اور انتظامی حوالے سے وہاں کے MPA اور وہاں کی انتظامیہ کی مشاورت سے یہ بنا کر کے بھیج دیا جائے۔ لیکن بنیادی طور پر ہم ان سے یہی request کرتے ہیں کہ جن اضلاع کو ہم دو ضلعے کرنا چاہتے ہیں، اسکی بنیادی طور پر منظوری دی جائے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (قائد ایوان): اسپیکر صاحب! میں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: اچھا! جی ڈاکٹر صاحب۔

قائد ایوان: Let me to explain. دیکھیں ناں، یہ قرارداد آئی ہے، مولانا صاحب! آپ نے گورنمنٹ چلائی ہے آپ کو تجویز بھی ہے۔ P&D کے آپ منظر رہے ہیں۔ اس وقت 200 ارب میں سے صرف 35 ارب روپے آپ کے پاس ڈولپمنٹ بجٹ رہ گئے ہیں۔ باقی تو سارے یا تو تنخوا ہوں پر جارہے ہیں یا دوسری چیزوں پر۔ آج آپ کے پاس 35 ارب روپے ہیں۔ اب ان میں ہم یا تو پھر لوگوں کو اسکوں اور ہسپتال دیں یا نئے ڈسٹرکٹ بنانے کے لئے تو تنخوا ہیں دے دیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کیونکہ ہم اس مسئلے پر سمجھیدے ہیں۔ یہ point score کرنے کی نہیں ہے۔ کہ ہم point score کریں۔ اگر آپ ہمیں چھوڑ دیں گے کہ ہم ایک assessment کر لیں۔ کہ cost per district پر اسکا cost کیا آیا گا۔ یہ cost پھر ڈولپمنٹ سے کٹ جائیگا۔ اگر ہم نے اس وقت دس districts اور بنا لیئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کیلئے اس form میں۔ ہاں! وہ بیٹھیں گے ہمارے ساتھ، ہم work out کریں گے، وہ ٹھیک ہے۔ جیسے زیارت وال صاحب نے کہا۔

but اس form میں ہم اس قرارداد کی مخالفت کریں گے۔ کیونکہ ہمارے لئے بہت مشکل ہے۔ کہ یہ 35 ارب روپے ہم اپنے بچوں کے پنسن اور قلم ان سے چھین کر تنخوا ہوں میں دے دیں۔ already مولانا صاحب کو مجھ سے بہتر پتا ہوگا۔ کہ صرف 35 ارب روپے آپکے پاس باقی out of two hundred billions باقی تو سارے تنخوا ہوں پر جا رہے ہیں۔ تو مولانا صاحب سے میری گزارش ہے کہ ہم آپکے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار ہیں۔ اس کی exercise کریں گے۔ جہاں کہیں، بالکل ضروری ہو، اُسمیں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے کہ ہم اسی طرح اُسمیں دس districts اگر بنائیں It is very impossible for the government to accept this Resolution, frankly.

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! ڈاکٹر صاحب نے ایوان کو اعتماد میں لیا ہے۔

قائد حزب اختلاف: میری عرض ہے۔ کیونکہ جناب M.C. صاحب! اگر ہم اسکا سنجیدگی سے جائزہ لیں کہ ہمارا جو ڈولپمنٹ side ہے۔ اور ہم اپنے نان ڈولپمنٹ side کا اگر جائزہ لیں۔ تو اُسمیں ہم ان ڈسٹرکٹوں کو بھی cover کر سکتے ہیں۔ لیکن ظاہر بات ہے جیسے زیارت والے جو بات کی کانتظامی یا جغرافیائی لحاظ سے، اُس پر تو ہم حکومت سے اتفاق کرتے ہیں۔ لیکن وہ بھی ہمارے عوام ہیں۔ اور کچھ اُسمیں اس طرح اضلاع ہیں کہ وہ اپنا revenue خود پیدا کر سکتے ہیں۔ بلکہ آپ کو دوسرے ضلع کیلئے اور صوبے کیلئے وہ فنڈ رکھ کریں گے۔ جیسے ضلع ذکر کیا۔ اور ضلع ذکر کی، آپ صرف staff کا اعلان کریں اور وہ اپنا revenue وغیرہ سب کچھ وہ خود پیدا کر سکتا ہے۔ کتنے کروڑ روپے کے taxes وہاں کوئی جو انکا نکلتا ہے۔ اسی طرح کا کڑ خر اسماں کا دیوبند بھی بارڈر ہے۔ اور بادینی بھی بارڈر ہے۔ اور قرال الدین پر تین بارڈرز ہیں۔ تو اگر انکو ہم متحرک کر کے فعال کیا جائے۔ تو وہ مطلب آپ سے کچھ نہیں مانگتے ہیں۔ وہ خود اپنا revenue بڑھا سکتے ہیں۔ تو اسی طرح دوسرے اضلاع کے بارے میں بھی ان کی بھی اپنی پیداوار ہیں۔ یعنی ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے نان ڈولپمنٹ side پر ہم صحیح طریقے سے، کیونکہ ہمارے وقت میں بھی، جیسے کہ آپ نے کہا ”کہ آپکی حکومت“۔ 10 ارب روپے investment کے نام سے رکھتے تھے۔ لیکن پتا نہیں وہ کدھر گئے؟ اس کے بعد 10 ارب روپے ریکوڈ کے نام سے رکھے۔ لیکن یہ پیسے جب ہم اس طرح رکھیں گے۔ جب ہم لوگوں کو نہ ڈولپمنٹ کیلئے دیتے ہیں۔ اور نہ دوسری جگہ پر خرچ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دس، دس ارب روپے ہم lump sum investment کے نام سے یا ریکوڈ کے نام سے جب رکھتے ہیں، 20 ارب روپے۔ اگر ہم عوام کی بہتری اور ان کو سہولیات مہیا کرنے کیلئے خرچ کریں۔ تو میں سمجھتا ہوں،

یہ ہو سکتا ہے۔ ہم خدا غنostaت کوئی ایسا کام نہیں کرتے جسکی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن ضرورت ان چیزوں کی نہیں ہوتی۔ ابھی بھی اس بجٹ میں میرے خیال ریکوڈ ک وغیرہ کیلئے پھر رکھا ہوا ہے یا نہیں۔ ہم اپنی حکومت میں بھی اس پر اعتراض کرتے تھے۔ اور اب بھی نان ڈولپمنٹ side ہماری اس قسم کے ہیں کہ اگر ہم صحیح طریقے پر کر لیں۔ یہ ہم گنجائش نکال سکتے ہیں۔ تو C.M صاحب سے ہماری request یہ ہے کہ بنیادی طور پر اس سے اتفاق کیا جائے۔ تو جغرافیائی اور انتظامی لحاظ سے ہم اس پر پیٹھ سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: مولانا صاحب! C.M صاحب نے floor یعنے کے بعد جو policy دی ہے یا آپ کو حقیقت بتائی ہے کہ وسائل 35 ارب سے زیادہ نہیں ہیں۔ وہ تھوڑا اگر home work کر لیں، Leader of the House، اپنائزیری پیچز اور اپوزیشن تو بہتر ہو گا۔ زیارت وال صاحب کچھ کہہ دیں، سردار صاحب! کچھ کہہ دیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): عوام کی ضرورتوں سے ہمیں انکار نہیں ہے۔ ہم جانتے اور سمجھتے بھی ہیں، جن جن علاقوں میں جو جو مشکلات ہیں۔ میں نے دفتروں میں آپ سے کہہ دیا کہ صوبائی حکومت already اُسکی زیر بحث یہ چیزیں ہیں۔ اور ہم کوشش کریں گے کہ جہاں جہاں ضرورتیں ہیں اور کتنی کتنی ہم کس وقت کر سکتے ہیں۔ یہ کام انشاء اللہ ہم کریں گے، اس سے ہم انکاری نہیں ہیں۔ ضلعے بنانے کی ضرورت ہے۔ لیکن اس وقت یہ جو قرارداد ہے، اسکے توسط سے، جس طریقے سے یہ لائی گئی ہے۔ اس سے ہم صوبائی حکومت قطعی طور پر متفق نہیں ہیں۔ اسکو ہم work out کریں گے۔ اور مولانا صاحب، ٹریئری پیچز اور اپوزیشن پیچز سے ہماری انتباہ ہے، درخواست ہے کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔ ہمیں اس کام کیلئے چھوڑ دیں، صوبائی حکومت ذمہ داری سے انشاء اللہ و تعالیٰ یہ کام کریں گے۔

جناب اسپیکر: میدم! آپ سے بات کرتا ہوں۔ سردار صاحب جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: اسپیکر صاحب! تھوڑی سی میں گزارش کروں، قائد ایوان صاحب اور رحیم زیارت وال کی خدمت میں۔ کہ ہمیں point scoring کی بات نہیں ہے۔ یہ قرارداد کوئی ایسی document نہیں ہے کہ اس پر، اگر یہ منظور ہو جاتی ہے، تو اس پر ہم مزید کوئی working نہیں کر سکتے۔ اور یہ اضلاع، ابھی فوری طور پر وجود میں آ جائیں گے۔ ہمیں میری suggestion یہ ہے کہ already ہمارے اضلاع میں surplus staff ہے۔ جیسے ڈکی، اس کا مجھے زیادہ علم ہے اور میرا ہمسایہ ہے۔ اب ڈکی میں اسٹنٹ کمشنر کا آفس ہے، تحصیلدار ہے، نائب تحصیلدار ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ وہ یورو کریسی کو کھپانے کیلئے پچھلے

مشرف ذور میں تھا۔ کہ جی D.O P&F، D.O for Revenue، D.O، D.O، D.O پتا نہیں کہ E.D.O، E.D.O کے تھوک کے حساب سے لوگوں کو نام تبدیل کر کے۔ اب موجودہ صورتحال یہ ہے، اسی میں ایڈیشنل کمشنر، اے سی آر، اے سی جی، یہ غیر ضروری پوسٹیں ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی ضلع بن جاتا ہے، تو وہاں صرف ڈپٹی کمشنر کا ہے۔ بلڈنگز available ہیں۔ lower staff available ہے۔ وہاں صرف ایک ڈپٹی کمشنر چلا جائیگا، انکی سہولت ہو جائیگی۔ وہی اے سی آر، اے سی جی اور وہ سینئر لوگ بھی ہیں ان میں سے ڈپٹی کمشنر بن جائیگا۔ اور اسی میں سیاسی طور پر یہ نہیں کہ ہم دُکی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تو وہ ہمیں اسی ضلع پر دینگے۔ ووٹ تو خدمت پر ملے گا۔ جو جتنی خدمت اپنے عوام کی کریگا، الیکشن میں اسکو انتخابی ووٹ ملیں گے۔ اور یہ ایوان اس چیز کا گواہ ہے۔ ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، جو میرے خیال ہے 85ء سے لیکر یا جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے۔ اسی اسمبلی کا حصہ ہیں، ہمارے ساتھ سردار صاحب بیٹھے ہیں۔ یا نواب ایاز کے بڑے تھے یا اب وہ۔ یہ خدمت پر چل رہا ہے۔ یہ کوئی کسی کی جا گیر نہیں ہے۔ یا غالباً اس ایک قرارداد کے ذریعے کوئی دُکی کو فتح نہیں کریگا۔ یا کچھ کو فتح نہیں کریگا۔ یا کا کڑ خراسان کو۔ میں ٹریزری پیپر سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ایک قرارداد کی صورت میں آتا ہے۔ اسکے بعد C.M صاحب ایک کمیٹی بنادیں۔ ہمارے ساتھی بھی بیٹھ جائیں گے۔ انکا ادھر سے بیٹھ جائیں گے۔ جہاں ضرورت ہے اسکو ضلع بنائیں۔ آج ترقی کا ذور ہے۔ اسی میں ہر انسان سہولت مانگتا ہے۔ اور step door پر مانگتا ہے۔ تو یہ جو اتنے لمبے ہیں، جیسے مفتی صاحب نے کہا۔۔۔۔۔

جناب اپیکر: رحیم صاحب! بیٹھیں، میں پہلے بی بی کو time دوں گا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اسکو ان کا مسئلہ نہ بنائیں۔ ہم ساتھی ہیں۔ ہم اسی صوبے کا حصہ ہیں۔ چاہے ہم اس طرف بیٹھے ہیں، وہ اس طرف۔ یہ musical chair کا، بھی ادھر کسی ادھر۔ کل آپ ادھر تھے۔ یہ ساتھی ادھر تھے۔ آج آپ ادھر ہیں، ہم ادھر ہیں۔ تو ہم باñی کر کے اس پر ہماری مدد کریں۔ thank you

جناب اپیکر: جی میڈم یا سمین صاحب! please take the floor. ایک منٹ ٹھہریں جی!

میڈم یا سمین تو نہیں ہیں مولانا صاحب! یا سمین بی بی تو take the floor کریں نا۔ ایک منٹ آپ بیٹھیں تو صحیح۔

محترمہ یا سمین بی بی الہری: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میرے خیال میں جو قرارداد یہاں پیش ہوئی ہے، ہم اسکی،

جو آپکے views ہیں، انکی قدر تو ضرور کرتے ہیں۔ لیکن میرے خیال میں یہ ہے کہ مولوی واسع صاحب کا جو districts کا جو انہوں نے یہاں ذکر کیا ہے۔ شاید وہ اتنے ہی exposure ہے جتنے vast ہمارا جغرافیہ ہے۔ اگر آپ again پنجاب اور خیبر پختونخوا سے اس کا compare کریں تو میں صحیح ہوں کہ مطلب ہر تھیصل کو یا اگر آپ بلوچستان کے resources کو دیکھ لیں مطلب اتنے resources سے مالا مال صوبہ ہے۔ وہ due share اگر ہمیں مل جائیں، اتنے resources اگر ہمارے پاس ہوں، تو پھر ہر تھیصل کو ضلع بننے کی ضرورت ہے۔ اگر آپکی عوام کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کی نیت ہے۔ تو ہمیں یہ ہے کہ میرے خیال میں superficially سرسری چیزوں کو ہمیں دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں تھوڑا سا اس پر، جیسے کہ ڈاکٹر صاحب نے کہا extensive working کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے اگر آپ اپنے بجٹ کو دیکھ لیں، تو 98,99 پرسنٹ وہ آپکا نانڈو پیمنٹ بجٹ ہوتا تھا۔ جسمیں آپ تھیشوں سے ہی نکل پاتے تھے۔ ابھی اس دفعہ بہت زیادہ ہم نے کوشش کی تھوڑا بہت، زیادہ تو نہیں ہے کہ ہم اس کا عوامی کر سکتے ہیں۔ لیکن تھوڑا سا اسکو balance کرنے کی، ہم نے، اس حکومت نے کوشش کی ہے۔ مولا ناعبد الواسع صاحب جو respectable ہمارے اپوزیشن لیڈر ہیں کیونکہ ایک ضلع جو بننے کا مقصد اسکا پورا مالی اور انتظامی ڈھانچہ یا اس صورت میں ممکن ہوتا کہ اگر جو حقیقی معنوں میں ہم ایک federating system میں رہتے۔ جسمیں سارے اختیارات آپکے پاس ہوتے۔ کیونکہ ابھی ہم سمجھتے ہیں کہ اٹھارویں ترمیم میں آپکو وہ اختیارات تو ملے ہیں لیکن جو آپ کے powers کے due share میں آپکا revenue generation بنتا ہے، وہ still ہمیں نہیں مل رہا۔ اور اٹھارویں ترمیم میں آپکا بجٹ چار پرسنٹ سے nine پرسنٹ تک increase ہوا ہے۔ لیکن آپ advocacy کیوں کرتے ہیں۔ rather then کہ آپ اپنے لئے مزید مسائل اور مشکلات پیدا کریں۔ آپ اس پر advocacy کریں۔ کہ پہلے جو ہمیں 9% پر ظاہر ہے ہم نے نہیں رکنا۔ ہم اس share کو مزید بڑھانے کیلئے advocacy کریں۔ اگر آپ اٹھارویں ترمیم میں تبدیلی دیکھ رہے ہیں، یہ راتوں رات آنے والی نہیں ہے۔ اس پر ہم جیسے یا جو secular سوچ رکھنے والے لوگ ہیں۔ یا ہمارے جو شہداء ہیں، جنہوں نے قربانیاں دی ہیں، انکی قربانیوں کی بدولت آج federal government کی اس بات پر agree ہوا ہے کہ انہوں نے آپکے share میں تھوڑا بہت، آٹے میں نمک کے برابر اسکو increase کیا ہے۔ آپ پہلے تو اس

پر کریں کہ آپکا جو advocacy due share ہے، آپکے resources ہیں آپکا revenue ہے، اُسکے حساب سے کم از کم یہ ہے کہ ابھی اگر 9% ہے، تو آپ 50% کی generation کریں۔ آپ یہ advocacy کریں کہ آپ کو 75% ملیں۔ اور 25% وفاق اپنے پاس رکھے۔ جب آپکے پاس resources ہو گئے۔ جب آپ کا اتنا heavy budget ہو گا۔ پھر میرے خیال میں اس پر ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں نے districts بنانے کی ضرورت ہے۔ اور وہ بھی صرف ان districts پر محیط ہے وہ نئے districts نہیں، بلکہ باقی جو ہے وہ اگر نصیر آباد کی طرف جائیں۔ اگر آپ مکران کے باقی districts کو دیکھ لیں۔ یا آپ ڈوب ڈویشن کو مزید اگر دیکھ لیں۔ تو اُس پر working rights کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلی میری گزارش یہ ہے کہ ایک جو صحیح طریقہ ہے اپنے due rights کرنے کا، اُس پر ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے۔ بلوچستان اس وقت بہت زیادہ مسائل سے دوچار ہے۔ اور ان مسائل کا حل مزید مسئللوں کو پیدا کرنے میں نہیں ہے۔ بلکہ ان مسائل کا حل یہ ہے کہ ہمیں وفاق سے اپنے due rights کیلئے advocacy کرنے کی ضرورت ہے۔ thank you.

جناب اسٹیکر: thank you۔ جی مولانا واسع صاحب! اسکو میرے خیال میں ابھی اختتام پذیر کرتے ہیں نا۔ وہ مولانا صاحب کو کرنے دیں نا۔ آخری گیت سنانے کیلئے آئے ہیں۔ اچھا! چلیں آپ wind up کر لیں۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: میں کر رہا ہوں اسکو sir۔

جناب اسٹیکر: چلیں جی ہم اللہ کریں۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: Thank you sir. جناب اسٹیکر صاحب! میں اپنے مرشد کا مشکور ہوں۔

جناب اسٹیکر: کون سے مرشد؟ آپ کے کتنے مرشد ہیں؟

میر عبدالکریم نوшیروانی: میرا مرشد ہے۔

جناب اسٹیکر: اچھا!

میر عبدالکریم نوшیروانی: وہ دس سال بے تاج بادشاہ تھا۔ یعنی دس سال میں اگر یہ دو سال پہلے اس قرارداد کو لاتا تو یہاں اسکو House کی ضرورت نہیں ہوتی، سارے بیٹھ کر، وزیر اعلیٰ صاحب سے دس ضلعے بنو سکتے تھے۔ بول رہا ہوں sir آپ مجھے اجازت تو دے دیں، بولتا ہوں۔ حقیقت دیکھیں، حقیقت کا تو آپ کو پتا ہے کہ میں حقیقت کو کسی صورت نہیں چھپا تا ہوں۔ اسکو open کرتا ہوں، چاہے کوئی ناراض ہو جائے۔ اُس وقت جو

خدا دری بہت لمبی تھی۔ جتنا پاؤں پھیلا سکتا تھا، وہ پھیلا سکتا تھا۔ ابھی ماں ک صاحب نے اسکو کھینچ کھینچ کر اتنا کیا کہ اگر ہم پاؤں پھیلا سیں تو وہ باہر چلے جاتے ہیں۔ ابھی کیا ہو سکتا ہے جناب؟ میں آپ کو ایک مثال دوں گا 2005ء میں خاران اور واشک کو دو ضلعوں میں declare کر دیا۔ مجیب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی ہماری دو تخلیل، sir خاران تخلیل اور چوبٹ سب تخلیل یہ بغیر بلڈنگ، بغیر پوسٹنگ کے ادھوری پڑی ہوئی ہیں۔ یہ بالکل on record ہے مجیب صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ بابا! اس وقت آپ جو بے تناج با دشہ تھے۔ آپ کے قلم میں اتنی طاقت تھی کہ وزیر اعلیٰ ٹرانسفر ہو سکتا تھا۔ جناب ابھی چلاو، ابھی کچھ نہیں ہوگا۔ ابھی ہم اور آپ آرام سے بیٹھیں، ہماری توحیثیت ہی نہیں ہے۔ ہم پانچ آدمی ہیں۔ آپ تو ماشاء اللہ چھ سات ہیں۔ ابھی کیا کرنا ہے۔ خاموش ہو جاؤ۔ دیکھو! اللہ غفور الرحيم ہے۔ کل شاید کوئی سورج نکل جائے آپ کیلئے۔ thank you sir، بہت مہربانی۔ ڈاکٹر مالک صاحب! بہت مہربانی sir۔

جناب اسپیکر: جی عبدالرحیم زیارتوال صاحب! عبدالکریم صاحب! آپ بیٹھیں تو صحیح ناں ابھی، کارروائی تو دیکھیں۔ پھر کھک کے کدھر جا رہے ہیں آپ؟

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! میں پھر گزارش کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست

دوست ----

جناب اسپیکر: جی، جی زیارتوال صاحب!

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میرے فاضل دوست سردار عبدالرحمٰن صاحب نے ----

جناب اسپیکر: please زیارتوال صاحب کا سنیں، عبدالکریم صاحب!

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میرے فاضل دوست اپوزیشن کے سردار عبدالرحمٰن کھیڑزان صاحب، انہوں نے بات کی ”کہ قرارداد پاس کر دو۔ اس سے کیا ہوتا ہے“۔ قرارداد اس House کی ایک honour ہے۔ پاس ہم اس طریقے سے کرتے ہیں کہ ہمیں اُسکو honour کرنا چاہیے۔ اور اگر ہم honour نہیں کریں گے، آپ ہمیں اُسکی honour کروں گے۔ You are the custodian of the House and he is the Leader of the House.

کرتیں۔ یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ میں نے سمجھ دیگی سے کہا کہ یہ چیزیں ہمارے زیر گور ہیں۔ اور یہ جو انہوں نے نام لیے ہیں، ہم اس پر کوشش کریں گے، work out کرنے کے لئے چیز ہو سکتی ہے، اُس پر ہم عملدرآمد کروں گے۔ ہم ضلعوں، عوام کے مفادات اور انکی مشکلات سے انکار نہیں ہیں۔ اور یہ گورنمنٹ ہے عوام کے

مفادات کیلئے۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ عوام کے جو مسائل ہیں وہ بذریعہ ہم انکو حل کر سکیں۔ ناں کہ آپ اپنے لیے مسائل کے انبار کھڑے کریں۔ تو اس بنیاد پر ایک مرتبہ پھر میں اپوزیشن پیپرز سے استدعا کرتا ہوں، ٹریشی پیپرز کی طرف سے کہ وہ اس قرارداد پر، movers سے یہ استدعا ہے کہ اس پر زور نہ دیں۔ یہ معاملہ صوبائی حکومت کیلئے چھوڑ دیں۔ صوبائی حکومت اپنے طور پر اسکو deal کر کے اس کیلئے work out کر گی۔ اور جہاں ہم ضروری سمجھتے ہیں انشاء اللہ اصلح بنا میں گے، ضلعوں کی تفصیل کر یں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ میرا خیال ہے مولانا عبدالواسع صاحب! اچھی صلاح آئی ہے۔ جی۔

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف): جناب اسپیکر! اب ہم اس House میں کیا بات کریں۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ جس طرف بھی ہم جاتے ہیں، اب ہماری اس قرارداد کو وہاں سے point scoring کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر ہم عوام کی فلاج و بہبود کے لیے کوئی بات کرتے ہیں تو ہمیں وہاں سے طعنہ ملتا ہے اگر ہم سوال کرتے ہیں تو بھی ہمارے اوپر ازالہ لگتا ہے۔ اب اگر ہم حکومت کی کوئی خامی کی نشاندہی کرتے ہیں تو بھی وہاں سے ہمیں مجبور کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے یہ House نہیں چلتا۔ جناب اسپیکر! یہ قرارداد اس طرح ہے کہ جو بھی بات ہم ادھر کر یں گے تو وہاں سے ہمیں یہ طعنہ دیتے ہیں ”کہ آپکی حکومت“۔ یہ تو ابھی اسمبلی ہے، ایوان ہے، نئی حکومت ہے اور نمائندے آئے ہیں۔ عوام کے مسائل۔ اگر ہم پانچ سال ادھر law and order پر بات کریں تو کہتے ہیں ”کہ آپکی حکومت میں کیا ہو رہا تھا“۔ جب ہم ڈبلپینٹ کی بات کرتے ہیں، تو کہتے ہیں ”کہ آپکی حکومت میں کیا ہو رہا تھا“۔ جب ہم عوام کی ترقی اور انکے اضلاع کے بارے میں بات کرتے ہیں تو یہی کہتے ہیں۔ جب ہم حکومت کی خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کچھ چیزیں اس طرح ہیں جیسے زیارت وال صاحب نے کہا کہ حکومت پر چھوڑ دیں، کچھ چیزیں House کا کام ہیں۔ بلوچستان کے عوام، اس معزز ایوان کا کام ہیں۔ سارے معالات حکومت کے نہیں ہوتے جناب اسپیکر! یہ سارے عوامی نمائندے ہیں، اپنے حلقوں سے کامیاب ہو کر آئے ہیں۔ اب تک میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! حکومت کا رو یہ مجھے غیر سنجیدہ نظر آ رہا ہے۔ اور بجٹ کے وقت انہوں نے اپنی مجبوری بیان کی تو ہم نے اُنکے ساتھ اتفاق کیا۔ اور انکو چھوڑ دیا۔ ہم نے سارے مراحل انکے ساتھ طے کر کے، اب بھی اگر ہم عوام کے مفادات کیلئے کوئی بات کرتے ہیں، تو ہمیں یہ طعنے ملتے ہیں۔ ”کہ یہ آپکی حکومت، یا point scoring کی بات کرتے ہیں“۔ یہ عوام کی ضرورت ہے اور ہم اس House میں پیش کرتے ہیں۔ اور ہم دوستوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس کو پاس کر لیں۔ اگر نہیں کرتے ہیں تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ حکومت ہے اور پانچ سال جمہوریت ہے۔

اور اس جمہوریت میں ہم کوئی بات نہیں کرتے۔ کیونکہ اگر ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں یہ طعنے وہاں ملتے ہیں۔ تو ہم اس بات کیلئے تیار نہیں ہیں، ہم حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے رؤیے میں تبدیلی لائے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: جی ٹھیک ہے۔ ایک منٹ ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ please ایک منٹ پڑھیں۔
غلام ڈنگیر بادینی صاحب! آپ کی جو chit مجھے موصول ہوئی تھی، یہ بیٹک آپ House میں پڑھ لیں۔ لیکن آپ ٹریزیری پنجھر کا حصہ ہیں، تھوڑا اصلاح و مشورہ کر لیا کریں، ٹریزیری پنجھر کے ساتھ۔ بیٹک آپ پڑھ لیں۔

میر غلام ڈنگیر بادینی: جناب اسپیکر! میں اپنے ڈویژن کے بارے میں کچھ کہوں گا کہ ہمارا ڈویژن نوشکی، چاغی اور واشک، خاران بیٹ میں میں نئے ڈسٹرکٹ نہیں چاہوں گا جو پہلے visit کیا گیا ہے، ہمارے کوئی سے جو team آئی تھی انہوں نے۔ میرے خیال میں یہاں تک ہمیں خوشخبری بھی سنائی ”کہ چار districts پر“۔

میر عبدالکریم نوشیر وانی صاحب اور میر مجید الرحمن محمد حسنی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، تو ہمارا ڈویژن، قائد ایوان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، میں پورے ایوان کے توسط سے، ہمارا حق بتتا ہے اس وجہ سے جناب اسپیکر صاحب!
کہ ہمارے علاقے انتہائی پسمندہ ہیں، ایجوکیشن کے حوالے سے خاران ہو، چاغی ہو، واشک ہو یا نوشکی ہو۔

میرے خیال میں ہم fight نہیں کر سکتے، ایجوکیشن کے حوالے سے کوئی کچھ کے بچوں کے ساتھ fight نہیں کر سکتے۔ یہاں گیریزش ہے، بیکن ہاؤس ہے، یہاں standard کی ایجوکیشن ملتی ہے۔ میرے خیال میں ہمارے areas میں اسکونز یا کالج ہیں، ہمارے areas میں میرے خیال میں ابھی تک لوگ پانی کوترس رہے ہیں یا بجلی کوترس رہے ہیں۔ میرے خیال میں وہ بچے کیا پڑھیں گے؟ تو میں

قائد ایوان سے آپکے توسط سے request کروں گا کہ پہلے visit already کیا گیا ہے۔ بلکہ یہاں تک ہمارے چار districts کے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ آپ کو خوشخبری۔ میرے خیال میں کچھ سال پہلے کی بات ہے۔ ”کہ جی! خوشخبری ملے گی آپکو۔ لیکن ہمارے کان ترس گئے نئے ڈویژن کی خوشخبری کے لیے۔ اسکی

منظوری عمل میں نہیں لائی گئی۔ باقی نوشکی ہمارے جام صاحب کے دور میں، نوشکی میں ڈاک اور انعام بوسٹان جو بارڈری ایریا ہیں، جو افغان بارڈر کی ساتھ ہی ہیں، انتہائی پسمندہ ہیں۔ سب تحصیل ڈاک۔ میں گزارش کروں گا کہ ڈسٹرکٹ میں میں نہیں پڑوں گا۔ تحصیل کیلئے۔ ڈاک اور انعام بوسٹان پر مشتمل ایک تحصیل کی منظوری دی جائے۔ اور باقی انعام بوسٹان اور احمد وال جوزری حوالے سے انتہائی زرخیز علاقے ہیں، ان دونوں احمد وال اور مل پر بھی مشتمل ایک تحصیل کی منظوری دی جائے۔ باقی ڈویژن کا میر صاحب سے بھی request کروں گا۔

میر جب ارجمن صاحب سے بھی request کروں گا کہ وہ تمیں اپنا کردار ادا کریں۔ میرٹ کے حوالے سے کوئی کے ساتھ ہمارے پچھے competition نہیں کر سکتے۔ ہمارے پچھوں کو چاک اور ٹھٹ تک میسر نہیں۔ تو ہم کوئی کے ساتھ کیا competition کریں گے۔ والسلام۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ thank you.

میر عبدالکریم نوшیروانی: جناب اسپیکر صاحب! مجھے بھی اس سلسلے میں بات کرنی ہے۔

جناب اسپیکر: میرے خیال میں انہوں نے مفصل بات کر لی۔ آپ کی بھی نمائندگی کر لی ہے۔ اسکو پھر علیحدہ آپ کو لانا چاہیے۔ میر عبدالکریم! اسکو علیحدہ لے آئیں نا۔ انہوں نے تو نمائندگی کر دی۔

میر عبدالکریم نوшیروانی: جناب اسپیکر صاحب! اسکو قرارداد کی شکل میں لانا چاہتے ہیں۔

جناب اسپیکر: میر عبدالکریم! اسکو علیحدہ لے آئیں نا۔ انہوں نے تو نمائندگی کر دی۔ thank you. زیارت وال صاحب! میں اس نوبت تک پہنچا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپوزیشن والے number game میں تو وہ پاس نہیں کر سکیں گے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اگر مشاورت کر لیں، تو اسی طریقے سے پھر بات بن جائیگی مستقبل کیلئے۔ اگر ہاں، ناں کی بات آگئی تو ٹریڈی پیچر کیونکہ آپ نے اظہار کر دیا ہے۔ کہ اس صورت میں وہ قرارداد accept نہیں کرنا چاہتے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! میں ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب، سینئر منسٹر بات کر رہا ہے، ٹھہریں تو صحیح۔

عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): میں آپ کے توسط سے اپنے دوستوں سے، اپوزیشن کے دوستوں سے، mover ہیں اُن سے میں نے یہ request کی کہ ہم ایک ذمہ دار حکومت یہاں موجود ہے اور یہ حکومت عوام کی نمائندہ ہے۔ اور یہ حکومت اس اسمبلی کے اندر سے بنی ہے۔ یہ ہم کہیں باہر سے لا کر یہاں نہیں بٹھائی ہے۔ جو اس وقت حکومت perform کر رہی ہے۔ یہ اس ایوان کے اندر سے بنی ہے۔ اور اس حکومت کو عوام کے تمام مسائل کا ادراک بھی ہے۔ خیال بھی ہے۔ اور جانتی اور سمجھتی بھی ہے۔ کہ ہم نے یہ چیزیں کرنی ہیں۔ اب بات صرف اتنی سی ہے کہ جو قرارداد لے آئے ہیں۔ یہ وقت اس قرارداد کی نہیں ہے۔ ان چیزوں کو ہم اپنے اپنے وقت پر ترتیب سے کریں گے۔ واقع تخلیقوں کی، اصلاح کی، ڈویژن کی۔ جہاں جہاں جو جو ضرورتیں ہیں، یہ سب ہمارے سامنے ہیں۔ میں ایک مرتبہ پھر ان سے request کرتا ہوں کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔ بصورت دیگر تو پھر رائے شماری ہو گی اور گورنمنٹ کے طور پر ہم وعدہ بھی کرتے ہیں پابند بھی ہیں کہ یہ کام ہم

کریں گے۔ لیکن یہ نہیں کہ اسی مہینے میں کر دو آج کر دو۔ آج اور کل کی بات نہیں ہے۔ یہ کام ہم کریں گے عوام کی مشکلات کا ہمیں احساس ہے ہمیں ادراک ہے اور انکی مشکلات کو آگے رکھتے ہوئے ہم انشاء اللہ تعالیٰ ضلع بھی بنائیں گے تھصیلیں بھی بنائیں گے لیکن اپنے revenue کو اپنی ضروریات کو اپنی حکومت کی ترجیحات کو مد نظر رکھ کر یہ کام کریں گے۔ شکر یہ۔

جناب اسپیکر: جی مولانا واسع صاحب! اچھا آپکا وہی contention ہے۔ چلیں بس۔ ٹھیک ہے جی۔ سوال یہ ہے کہ مشترکہ قرارداد نمبر 3 منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور نہیں ہوئی۔ مولانا واسع صاحب! آپ اب قرارداد نمبر 4 پیش کریں۔ وہ ابھی تو ہے وقت شہادت۔ اللہ اکبر۔ وہ مصر کی قرارداد ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! ہم فیڈرل گورنمنٹ سے گلہ کرتے ہیں کہ وہ ہماری قراردادوں پر، جب ہم یہاں قراردادیں پاس کر کے۔ پھر گلہ کرتے ہیں کہ ہماری قراردادوں پر کوئی وہ بات نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اب میں یہ نہیں سمجھتا۔ حکومت سے میں نے یہ کہہ بھی دیا کہ اگر اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہتی ہے تو بھی کر لے۔ کوئی نیا ضلع جیسے کہ بادینی صاحب نے کہا، کسی اور نے۔ ان کو شامل کرنا چاہتی ہے تو بھی کر لے۔ یہ ہماری تجویز ہے۔ اور اگر کوئی نکالنا چاہتی ہے، تو اسکونکاں دے۔ لیکن حکومت نے بادشاہت کا روایہ اپنارکھا ہے۔ جب بجٹ کے بارے میں بات کرتے ہیں تو بھی کہتے ہیں کہ یہ حکومت کی اپنی ذمہ داری ہے۔ House کو کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ حکومت ہے کدھر؟ تین مہینے ہو گئے ابھی تک اپنی حکومت نہیں بناسکتے۔ کہتے ہیں کہ ذمہ دار حکومت۔ یہ چھ مہینے میں نہیں بن سکتی ذمہ داری ہے کدھر؟

جناب اسپیکر: چلیں۔ آپ نے اظہار کر لیا۔ نہیں۔ نہیں۔ وہ مجھے اسکو manage کر لینے دیں۔ آپ تھوڑا صبر کریں زیارت وال صاحب! please! بیٹھ جائیں ناں۔ یہ time ایسا ہے ناں۔ کہ صبر کا پیانہ لبریز ہو رہا ہے۔ تھوڑا صبر کریں۔ جی، جی۔ چار نمبر تحریک پر آرہے ہیں۔ please آپ بیٹھ جائیں ناں۔ جی۔ قرارداد نمبر 4 پیش کریں۔ میرا خیال وہ واک آؤٹ کر کے جارہے ہیں۔ (مداخلت۔ شور)۔ آرام سے، مزے مزے سے۔ آغالیافت آپ بیٹھ جائیں۔ صبرا اور حوصلے سے بھی۔ ٹریشری نچزر کو یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ ٹریشری نچزر کا مطلب ہے بڑا دل رکھنا۔ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر): آپکے پاس rules ہیں۔ میں بات کروں گا۔ کوئی اجازت مانگوں گا، کس point of order پر۔ کس کے تحت میں بولنا شروع کروں گا؟ آپ نے اُن سے کہا کہ آپ قرارداد پیش کریں۔ وہ شروع ہو گیا حکومت کی کارکردگی۔ فلا ناں چیز، فلا ناں چیز۔ یہ اس طریقے سے نہیں

ہوا کرتا۔ آپ نے اُنکو پابند کرنا ہوگا۔ اُنکو ایوان کو ٹھیک طریقے سے چلانا ہو گا بڑے مہذب طریقے سے۔ لیکن اس طرح کی چیزیں جو ہیں۔ اگر اسکا کوئی استحقاق ہے۔ اُسکی کوئی حد ہے جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: زیارتوال صاحب! اپوزیشن کا مزاج ہے کہ انہوں نے واک آؤٹ کرنا تھا اس قرارداد پر۔ اتنا مجھے بھی اندازہ ہو گیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! میں آپ کو بتا تاہوں، اگر انکا کوئی حق ہے اور اُس میں ہم مداخلت کر رہے ہیں۔ تو بالکل آپ ہمیں لوکیں۔ لیکن rules، قاعدہ، قوانین سب کو پامال کر کے X کھڑا ہو گیا۔ اسکو پہلے X کہتے تھے۔

جناب اسپیکر: ابھی X نہ کہیں۔ ابھی XX ہو گیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): اب اس X کو آپ ہمارے سامنے اس طریقے سے کھڑا کریں گے۔ یہاں ایسے X ہونگے، یہ X پھر رہیگا ہی نہیں۔ کہ اس X کی حیثیت کیا ہے؟

جناب اسپیکر: وہ House میں موجود نہیں ہیں ناں آپ ذرا بڑا سادل رکھیں۔ بالکل، بالکل، yes وہ ہیں۔ بس انہوں نے ایک رہی اختیار کی۔ اتنا تو مجھے بھی پارلیمنٹ کا اندازہ ہے کہ انہوں نے واک آؤٹ کرنا تھا۔ اُنکی قرارداد منظور نہیں ہوئی۔ ہاں next p آجائیں جی۔ ابھی ایوان کی کارروائی ہے۔ سرفراز بگٹی صاحب۔ جی۔ اسلام بن بنجو صاحب۔

سردار محمد اسلم بن بنجو: جناب اسپیکر! میں نے سُنا ہے کہ کامن و پیلتھ کی طرف سے اسمبلی کو کوئی invitation آیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی، جی۔

سردار محمد اسلم بن بنجو: میں نے سُنا ہے کہ یہاں کسی بھی پارلیمانی لیڈر سے پوچھا نہیں گیا ہے۔ اور سارا اسمبلی کے اسٹاف کو لیکر آپ وہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اگر آپ چیمبر میں مجھ سے پوچھ لیں گے۔ میں آپ کو بتاؤں گا۔ چار Parliamentarians چل رہے ہیں۔

سردار محمد اسلم بن بنجو: ہو سکتے تو floor پر ہمیں بتا دیں، سب کو پتا چلے۔ ہمیں تو پتا نہیں ہے۔ ہمارے پارلیمانی لیڈروں کو پتا نہیں ہے کہ کون کون delegations جا رہے ہیں۔ ہمیں پتا تو چلے ناں۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! House in یہ ہوتا ہے، چیمبر میں یہ چیزیں طے کی جاتی ہیں۔

اپیکر کا پھر prerogative ہے۔ لیکن سارے groups کو لیا جا رہا ہے۔ ایک ایک نمائندگی لیکر۔ جی! ابھی آتے ہیں۔ سرفراز بگٹی صاحب! بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء میں اٹھارویں ترمیم کے تحت ناگزیر مجوزہ ترا میم کی بابت تحریک پیش کریں۔

قانون سازی

میر سرفراز احمد بگٹی: میں سرفراز بگٹی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء میں اٹھارویں ترمیم کے تحت ناگزیر مجوزہ ترا میم کو فی الفور زیر گور لا جائے۔

جناب اپیکر: ایکولا یا جائے؟ آپ ہاں کہیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء میں اٹھارویں ترمیم کے تحت ناگزیر مجوزہ ترا میم کو فی الفور زیر گور لا جاتا ہے۔ بگٹی صاحب! آپ پھر پیش کریں۔

میر سرفراز احمد بگٹی: میں سرفراز بگٹی تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء میں اٹھارویں ترمیم کے تحت ناگزیر مجوزہ ترا میم کو منظور کیا جائے۔

جناب اپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء میں اٹھارویں ترمیم کے تحت ناگزیر مجوزہ ترا میم منظور کی جائیں؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر 1974ء میں اٹھارویں ترمیم کے تحت ناگزیر مجوزہ ترا میم منظور ہوئیں۔ point of order کرنا چاہتے ہیں؟ سب سے پہلے تو وہ تھا۔ میر عبدالکریم آپکا

ہو گیا۔ آپ نے تقریر کر لی۔ جی میدم راحیلہ دُرانی صاحب! پھر اُنکے بعد آپ آجائیں۔ پھر ولیم صاحب۔

محترمہ راحیلہ عبدالحمید خان ذرانی: thank you اپیکر صاحب۔ آج جو بھی مسائل discuss ہوئے۔ اور فراردادیں، ہم نے discuss کی ہیں۔ میرے خیال میں وہ تو ہو گئی ہیں۔ لیکن میری نظر میں جو اس وقت ایک بہت بڑا، جو میں آپکے توسط سے ایوان میں لانا چاہتی ہوں۔ میں مسلسل رمضان سے یہ خبر دیکھ رہی ہوں اخبار میں۔ میں نے وہاں جا کر کرآن سے ملاقات بھی کی۔ ہمارے معدود رجسٹر جن کو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی ایک نعمت سے کسی نہ کسی حوالے سے محروم کیا ہوا ہے۔ وہ ہم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ ہم اپنے حقوق کی بات تو کر رہے ہیں۔ لیکن انکا حق ہم سے بہت زیادہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بعد ہم پر فرض ہے کہ ہم اُنکی طرف دیکھیں۔ اور اُنکی بات ایوان میں لائیں۔ میں انکو دیکھ رہی تھی کہ وہ مسلسل رمضان سے strike پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم میں سے کسی نے بھی وہاں جا کر اُنکی بات سننے کیلئے گوارہ بھی نہیں کیا۔ معدود رجسٹر جن کا جو ایک کوٹہ

ہوتا ہے۔ اُنکے اخبارہ لوگ یویز سے نکالے گئے ہیں۔ لیکن اُنکی یہاں کسی نے بات کی نہ اُنگی دادری کی۔ اور آج یہ تھا انہوں نے کہا ہے کہ تادم مرگ بھوگ ہڑتال پر جائیں گے۔ تو آپ کے توسط سے محترم اسپیکر صاحب! میں قائد ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ وہ اس پروفوری طور پر قدم اٹھائیں۔ ہم بجلی کی بات بھی کرتے ہیں۔ ہم باقی تمام مسائل کی بات بھی کرتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگوں کی بات جو عوام کے، جو میں پہلے بھی کہہ بچھی ہوں کہ جو ایک نعمت سے محروم ہیں۔ اُنکا حق ہم پر زیادہ ہے۔ میں قائد ایوان سے request کرتی ہوں کہ point seriously اس کا یہ مسئلہ حل کریں۔ اخبارہ لوگ کیا ہیں؟ پہلے تو اُنکا کوئی ہی نہیں۔ ہم لوگ دیکھتے ہیں۔ اور تمام jobs میں اُنکے کوئی پر عمل درآمد کیا جائے۔ لیکن جو لوگ جاتے ہیں۔ اب اُنکو بیروزگار کیا جاتا ہے۔ تو اس کیلئے کون جواب دے ہے؟

جناب اسپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! ایک اور بھی point of order ہے۔ چلیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (قائد ایوان): explain کر لیتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

قائد ایوان: شکر یہ میدم۔ یہ جو مسئلہ ہے اسپیکر صاحب! ہم بالکل اسکے ساتھ touch ہیں۔ جس طرح اُسکے جذبات ہیں۔ اس coaliation کے بھی یہی جذبات ہیں۔ کل ہم نے بیٹھ کر تفصیلًا۔ اسپیکر صاحب! پوزیشن یہ ہے کہ یہ جو پندرہ، سولہ معذور تھے۔ یہاں corrupt officer corrupt officer نے ان معذوروں سے پیسے لیکر انکو پولیس میں کانٹیبل رکھا۔ اور پھر یہ process چلا۔ اور اسکے خلاف انکو اُنگریزی initiate ہوئی۔ اُس انکو اُنگریزی کا کافی سلسلہ تھا۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤ نگا۔ تو پولیس نے یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ فیزیکلی یہ کانٹیبل نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ وہ معذور ہے۔ اُنکو پولیس نے، آئی جی نے ایک offer دی کہ جی! جو آپ ہیں۔ ہم آپ کو as a disabled ہمیں رکھیں گے۔ کوئی کمپیوٹر آپریٹر ہے تو اُسکو as a computer operator کر کھیں گے۔ کوئی درزی ہے، کوئی دوسرا ہے۔ یہ کل ہمارے جو پارلیمانی groups کے کچھ سینئر ممبرز تھے۔ وہ ہم لوگ frequently visit بھی انکو کر رہے ہیں۔ پھر آئی جی صاحب سے ہم نے بات کی۔ میں آپ کی ذمہ داری disable، police constable نہیں ہو سکتے ہیں۔ پولیس محکمہ کیلئے ہم اُنکے، وہ کہہ رہے ہیں میدم کہ جی! پولیس کی طرح ہماری بھی promotions ہوں۔ تو وہاں قانون آ جاتا ہے۔ وہاں law آ جاتا ہے۔ آپ بینک جا کر ان سے بات کریں۔ آئی جی سے کل ہم نے بات کی ہے۔ ہمیں خود بھی ندامت محسوس ہو رہی ہے۔ جو بھی آدمی اس strike

پر جائیگا۔ خاص طور پر معمولی back ground یہی ہے۔ پتا نہیں آ کپو back ground معلوم ہے یا نہیں؟ لیکن ہم نے جو معلوم کیا ہے، اسکا back ground یہی ہے۔ thank you۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ سنتوش صاحب! آپ بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟ ایک منٹ ٹھہریں۔ آپ سے پہلے سرفراز بگٹھی تھے۔ میں نے سمجھا آپ بھی اسی سلسلے میں بات کریں گے۔

میر سرفراز احمد بگٹھی: شکریہ جناب اسپیکر! میں قائد ایوان کی توجہ اپنے ڈسٹرکٹ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ آپ بھی ہمارے ہمسایہ میں آتے ہیں۔ آپ کے ہاں بھی سیالاب آیا ہے۔ snake bite کے جو cases چل رہے ہیں۔ بڑی ہی ہنگامی صورتحال ہے۔ صرف پرسوں کے دن وہاں ایک پچی سیت چار مرد افراد جن کو سانپ نے کاٹا۔ وہ مردوں کی علاج ہیں۔ لیکن وہ پچی فوت ہو گئی ہے۔ سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے میں قائد ایوان صاحب! آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! سُن رہے ہیں۔ بات کر لیں۔

میر سرفراز احمد بگٹھی: ڈاکٹر صاحب! میں ذرا complete کروں۔ تو میں سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے۔ کہ وہاں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کوئی anti snake bite injections اور daily viral injections جو ہیں وہ available نہیں ہیں۔ اُسکی وجہ سے اموات بڑھ رہی ہیں۔ اور کی بنیاد پر ہو رہی ہیں۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ سنتوش صاحب! آپ بھی بات کریں۔ میرا خیال ہے سب بات کر لیں۔

قائد ایوان: میں جواب دیتا جاؤ نگا۔ میرے خیال میں جتنے snake bites کے cases رپورٹ ہوئی تھیں، وہاں اہٹری میں۔ تو ہم نے وہاں فوراً injections کے، اور جو نہیں مجھے سرفراز خان نے بولا، تو ہم نے فوراً اُس پر action لیا اور ہم نے وہاں injections بھیجیں۔ میں اپنے دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ اُس نے ہمارے نوٹس میں لایا۔ جو بھی mechanism آپ دیدیں گے۔ اگر آپ کہتے ہیں اپنے بندے بھیج دیں۔ ہم بھیج دیں گے۔ definitely جو ہے ناں snake bites کے جتنے بھی injections آ کپو چاہیے۔ ہم آ کپو دیں گے جی۔

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ سنتوش صاحب۔

جناب سنتوش کمار: جناب اسپیکر صاحب! ہماری تلقیتی ہندوکشمونی کے ساتھ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں۔ ہیندری صاحب کا بھی۔ انہوں نے بھی کل اُس پر، ڈاکٹر صاحب نے

action لیا ہے۔ young ہندوڑ کیاں، ایک پرسوں پیل روڈ سے اور ایک کل قلات شہر میں گھر سے انواع ہو گئی ہے۔ تو sir ابھی کیا کہیں کہ کوئی ایسے الفاظ نہیں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس پر آرڈر رز بھی issue کیتے ہیں۔ میری آپکے توسط سے پورے ایوان سے، ڈاکٹر صاحب سے request ہے کہ آئی جی صاحب کو personally اس پر ہر چوپیں گھنٹے کے اندر پورٹ لیں کہ یہ ایک ایسا مقام ہے کہ کچھ کہہ ہی نہیں سکتے۔ اس گھر میں Indian Ambassador نے بھی فون کیا ہے ”کہ بھتی! ہمارے لیے کیا حکم ہے؟“ ہم نے بولا نہیں مہربانی۔ ہماری اپنی حکومت ہے۔ ہم یہ سب چیزیں حل کر لیں گے۔ Thank you sir.

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

قائد ایوان: میں بالکل action in ہوں اس مستکے پر۔ ہینڈری صاحب نے مجھے update دیتے ہیں۔ میں continuously اسکے ساتھ update میں ہوں۔ اور ہماری جتنی efforts ہیں۔ اس پر ہم کر رہے ہیں انشاء اللہ۔ میں اپنے ساتھی کو یقین دلاتا ہوں کہ آئی جی ہو یا دوسرے ہمارے sources ہوں۔ ہم کم از کم اس حد تک لوگوں کو نہیں چھوڑ دیں گے۔ کہ وہ ہماری بیٹیوں کو اٹھا کر لے جائیں۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔ جی ولیم صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: گزارش یہ تھی کہ ایک جو circular ادھر سے آیا تھا، 19 اگست کو جسمیں آج کے دن میں کچھ departments کے بارے میں سوالات کے بارے میں بھی ذکر تھا۔ اسیں محکمہ تعلیم، پی ایچ ای اور بہت سارے محکموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: ولیم صاحب! اگر آپ بات سن لیں۔ سوالات دینے کا اصول یہ ہوتا ہے قوانین کے مطابق کہ پندرہ دن پہلے آپ کو سوالات receive ہوتے ہیں۔ پھر وہ سوالات departments کو بھیجے جاتے ہیں۔ اور پندرہ دن کا یہ process ہے۔ پھر آتے ہیں۔ کیونکہ وہ سوالات کسی نے دینے نہیں ہیں۔ تو اس لیئے question hour نہیں کرتے ہیں۔

جناب ولیم جان برکت: تو گزارش یہ ہے کہ آپ نے 19 تاریخ کو جاری کیا ہے۔ تو پندرہ دن کیسے پورے ہوتے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں یہ جو سوالات ہوتے ہیں۔ وہ پہلے سے آئے ہوتے ہیں۔ یہ دن مقرر تھا سرکاری کارروائی کیلئے۔ کہ یہ سوالات کا دن ہے۔ لیکن سوالات کوئی آئے نہیں، نہ کسی ممبر نے۔ یہ بُرزا ہوتا ہے استحقاق کہ وہ سوالات۔ لیکن پندرہ دن پہلے آپ کو جمع کرنے ہوتے ہیں۔ آپ آئیں گے۔ وہ سارا طریقہ میں آپ کو

تادونگا۔

ولیم جان برکت: گزارش یہ ہے کہ میں پی ایچ ای کے بارے میں تھوڑی سی عرض کروں گا کہ اسمیں آج آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا۔ ایک سُرخی لگی ہوئی ہے کہ دس ملین گیلن پانی کوئٹہ کے شہری مینکر مافیا سے مجبوراً حاصل کرتے ہیں۔ گل چالیس ملین کی ضرورت ہے۔ 29.70 وہ اسوقت ملتا ہے۔ اور دس ملین اس طریقے سے لوگوں کو دوسرا جگہ سے لینا پڑتا ہے، زیادہ پیسے دیکر۔ اسی لیئے اسمیں یہ کہا تھا کہ واسا کو ہم کئی جگہوں پر ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ میری اس پر بحث بھی ہوئی ہے۔ بات چیت کرتے ہیں۔ مینگز بھی ہوتی ہیں۔ پی ایچ ای کا محکمہ وہ بھی کوئٹہ میں یہ فرائض انجام دیتا ہے۔ پی ایچ ای محکمہ کی اسمیں کیا صلاحیت ہے۔ وہ کتنے تک پانی اسمیں دیتا ہے؟ تاکہ ہمیں یہ پتا چلے کہ پی ایچ ای محکمہ کے ذریعے سے یہ جو دس ملین گیلن کا مسئلہ ہے۔ وہ کہاں تک اسکو ختم کر سکتے ہیں؟ دوسرا یہ کہ جیسے سنتوش کمار صاحب نے کہا۔ یہ ایک disabled ہے۔ یہ مرگ، جسکی یہ بیٹی ہے۔ سنجاوی میں اسکی دکان ہے، کاروبار ہے۔ اور یہ باقاعدہ طور پر ہماری پارٹی والوں کے پاس بھی آیا تھا۔ ہم نے اس پر بات چیت بھی کی ہے۔ ہم نے مختلف اداروں سے بات کی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اس وقت تک جو کارروائی ہے۔ وہ صرف دو مزدوروں کو پکڑتا ہے۔ جو ایک پلازا کو بنانے والے تھے۔ اصل ملزم تک رسائی نہیں ہو رہی۔ براہ کرم قائد ایوان جس طرح سے کہہ رہے ہیں۔ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جائے۔ تاکہ جو بے چینی ہندوکشی میں پائی جاتی ہے۔ اسکو دوڑ کیا جائے۔ شکر یہ۔

جناب اپیکر: Thank you جی۔ جی رحمت صاحب۔

رحمت علی صارخ بلوج: مسئلہ یہ ہے کہ جس پر میں نے پہلے اسمبلی میں، جو میں پہلے اٹھا تھا۔ آپ نے بولا۔“ بعد میں بات کریں۔” جناب اپیکر! 2002ء میں صدارتی آرڈیننس کے تحت صوبوں میں جو ایمنسٹی اسکیم کے تحت اسکول کھولے گئے تھے۔ بلوچستان ایک پسمندہ صوبہ ہے literacy rate بھی اتنا کم ہے۔ اخباری تراشہ میرے پاس ہے۔ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ ایمنسٹی اسکیم کے پروگرام کو، جبکہ یہ پہلے عارضی جو ملازم میں تھے۔ ان ملازمین نے تمام اساتذہ نے۔ over all بلوچستان جوان لوگوں نے teaching کی ہے۔ میرے خیال میں 46 thousands five hundred eighty students جو یہ تھے۔ جو تعلیم سے استفادہ حاصل کر رہے تھے۔ انکو بند کیا جا رہا ہے۔ میں یہی سمجھتا ہوں اس floor کے توسط سے۔ یہ وفاقی حکومت کا اور اس ادارے کا بلوچستان کے ساتھ سرنا انصافی اور زیادتی ہے۔ میں میدیا کے دوستوں سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے کو highlight کریں۔ جبکہ سپریم کورٹ نے اب حکم دیا ہے کہ انکو مستقل

کیا جائے۔ تو حسب سابق وہی روئی۔ وہی زیادتی جو بلوچستان کے ساتھ پہلے کی جا چکی تھی۔ اب اسکے size کو کم کیا جا رہا ہے۔ جو اضلاع آئیں شامل ہیں جناب اپیکر! بلوچستان میں ضلع بولان، جھل مگسی، نصیر آباد، مستونگ، خضدار، چانگی، واشک، آواران، ہرنائی، قلعہ عبداللہ، قلعہ سیف اللہ، ثوب اور پنگور۔ ان تمام ضلعوں میں اس پروگرام کو wind up کیا جا رہا ہے۔ میں ruling پارٹی میں ہوتے ہوئے قائد ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر، فوری اہمیت کا حامل یہ مسئلہ ہے۔ اسکو منظر رکھتے ہوئے اسکا نوٹس لیا جائے۔ اور وفاقی حکومت اور اس ادارے کو especially پہنڈ کیا جائے کہ اس پروگرام کو ختم نہ کیا جائے۔ کیونکہ جتنے دُور دراز اور پسمندہ جو ہمارے علاقے ہیں، دیہات ہیں۔ وہاں یہی اسکول insist کر رہے تھے۔ اور بچوں کو پڑھا رہے تھے۔ ابھی میں صرف پنگور کا بول دوں۔ اگر یہ پروگرام wind up ہو جائے۔ وہاں 35 اسکول بند ہو جائیں گے۔ بجائے یہ کہ ہم literacy rate کو بڑھائیں، نئے اسکولز کھول دیں۔ وہی پرانے اگر بند ہو جائیں گے تو اس سے ماہی سی پھیلے گی۔ لوگوں میں جو پہلے حد سے زیادہ ماہی سی پھیل گئی ہے۔ تو میرے خیال میں ہمارے لوگ، عام عوام اور نوجوان طبقہ ماہی سی ہو جائیں گے۔

جناب اپیکر: thank you جی۔ ڈاکٹر صاحب نے میرے خیال میں نوٹس لیا ہے۔ آپ مل بھی لیں، ڈاکٹر صاحب قائد ایوان سے۔ اس سے پہلے کہ ایک adjourn کروں House کو۔ بلڈوزر کا جو لفظ ہے ذاتیات کے مطابق۔ وہ میں حذف کرتا ہوں۔ ہم ایسی چیزیں اپنی اسمبلی میں، بلڈوزر کا لفظ کا روایتی سے حذف کیا جاتا ہے۔ ابھی اسمبلی کا اجلاس دوپہر 2 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 2 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

ختمن شد

